﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿---اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیراعلیٰ:- نصیراحمدقمر

جلد24

جمعۃالمبارک 07جولائی 2017ء

12شوّال 1438ہجری قمری ❁ 07وفا 1396ہجری شمسی

شمارہ27

حکمت اوردانائی مومن کی گمشدہ چیز ہے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حکمت اور دانائی کی بات مومن کی گمشدہ متاع ہے۔ جہاں کہیں وہ اس کو پاتا ہے وہ اس کو اپنانے اورقبول کرنے کے لئے تیاررہتا ہے۔

(جامع ترمذی کتاب العلم باب فی فضل الفقہ حدیث 2611)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اے میرے ربّ! ہماری تائید کر اپنے فضل سے اور انتقام لے اس شخص سے جو حق کو خس وخاشاک کی طرح دھتکارتا ہے۔

اے میرے ربّ! میری قوم جہالت سے اندھیرے میں چلی گئی ہے سو تُو رحم کر اور انہیں روشنی کے گھر میں اتار۔

مَنۡ حَارَبَ الصِّدِّیۡقَ حَارَبَ رَبَّہٗ وَنَبِیَّہٗ وَطَوَائِفَ الصُّلَحَاءِ

جوشخص صدیق سے لڑائی کرتا ہے وہ اپنے ربّ اور اس کے نبی اور صلحاء کے گروہوں سے جنگ کرتا ہے۔

وَاللّٰہِ لَا اَدۡرِیۡ وُجُوۡہَ کُشَاحَۃٍ مِنۡ غَیۡرِ اَنَّ الۡبُخۡلَ فَارَ کَمَاءٍ

اللہ کی قسم! میں ان کی دشمنی کی وجوہ نہیں جانتا بجز اس کے کہ بخل نے ان میں (چشمہ کے) پانی کی طرح جوش مارا ہے۔

مَاۤ کُنۡتُ اَحۡسَبُ اَنَّھُمۡ بِعَدَاوَتِیۡ یَذَرُوۡنَ حُکۡمَ شَرِیۡعَۃٍ غَرَّاءٍ

مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ وہ میری عداوت میں روشن شریعت کے حکم کو بھی چھوڑ دیں گے۔

عَادَیۡتُھُمۡ لِلّٰہِ حِیۡنَ تَلَاعَبُوۡا بِالدِّیۡنِ صَوَّالِیۡنَ مِنۡ غُلَوَاءٍ

مَیں خدا کی خاطر ان کا دشمن ہوا جب وہ دین سے کھیلنے لگے۔ جب کہ وہ حد سے بڑھتے ہوئے حملہ کرنے لگے۔

رُبِّیۡتُ مِنۡ دَرِّ النَّبِیِّ وَعَیۡنِہٖ أُعۡطِیۡتُ نُوۡرًا مِّنۡ سِرَاجِ حِرَاءٍ

میں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دودھ اور آپ کے چشمے سے پلا ہوں اور غارِ حرا کے آفتاب سے مجھے نور عطا کیا گیا ہے۔

اَلشَّمۡسُ اُمٌّ وَّالۡھِلَالُ سَلِیۡلُھَا یَنۡمُوۡ وَیَنۡشَأُ مِنۡ ضِیَاءِ ذُکَاءٍ

سورج ماں ہے اور ہلال اس کا فرزند جو سورج کی روشنی سے نشوونما پاتا ہے۔

اِنِّیۡ طَلَعۡتُ کَمِثۡلِ بَدۡرٍ فَانۡظُرُوۡا لَا خَیۡرَ فِیۡ مَنۡ کَانَ کَالۡکَھۡمَاءِ

بے شک میں بدر کی طرح طلوع ہوا۔ سو تم دیکھو۔ اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو کمزور نظر والی عورت کی طرح ہو۔

یَا رَبِّ اَیِّدۡنَا بِفَضۡلِكَ وَانۡتَقِمۡ مِمَّنۡ یَّدُعُّ الۡحَقَّ کَالۡغُثَّاءِ

اے میرے ربّ! ہماری تائید کر اپنے فضل سے اور انتقام لے اس شخص سے جو حق کو خس وخاشاک کی طرح دھتکارتا ہے۔

یَا رَبِّ قَوۡمِیۡ غَلَّسُوۡا بِجَھَالَۃٍ فَارۡحَمۡ وَاَنۡزِلۡھُمۡ بِدَارِ ضِیَاءٍ

اے میرے ربّ! میری قوم جہالت سے اندھیرے میں چلی گئی ہے سو تُو رحم کر اور انہیں روشنی کے گھر میں اتار۔

یَا لَائِمِیۡ اِنَّ الۡعَوَاقِبَ لِلتُّقٰی فَارۡبَأۡ مَاٰلَ الۡاَمۡرِ کَالۡعُقَلَاءِ

اے مجھے ملامت کرنے والے! انجام متقیوں کے حق میں ہوا کرتا ہے پس تو دانشمندوں کی طرح مآلِ کار کے بارہ میں غور وفکر کر۔

اَللّٰہُ اَیَّدَنِیۡ وَصَافَا رَحۡمَۃً وَاَمَدَّنِیۡ بِالنِّعَمِ وَالۡاٰلَاءِ

اللہ نے میری تائید کی ہے اور اپنی رحمت سے دوست بنایا ہے اور مجھے قسم قسم کی نعمتوں سے مدد دی ہے۔

فَخَرَجۡتُ مِنۡ وَھۡدِ الضَّلَالَۃِ وَالشَّقَا وَدَخَلۡتُ دَارَ الرُّشۡدِ وَالۡاِدۡرَاءِ

پس میں بدبختی اور گمراہی کے گڑھے سے نکل گیا ہوں اور میں ہدایت اور تعلیم دینے کے گھر میں داخل ہو گیا ہوں۔

وَاللّٰہِ اِنَّ النَّاسَ سَقۡطٌ کُلُّھُمۡ اِلَّا الَّذِیۡ اَعۡطَاہُ نِعۡمَ لِقَاءٍ

اور اللہ کی قسم! سب کے سب لوگ بیکار شے ہیں سوائے اس شخص کے جسے خدا نے اپنے دیدار کی نعمت دی ہو۔

اِنَّ الَّذِیۡ اَرۡوَی الۡمُھَیۡمِنُ قَلۡبَہٗ تَأۡتِیۡہِ اَفۡوَاجٌ کَمِثۡلِ ظِمَاءٍ

وہ شخص جس کے دل کو خدائے نگہبان نے سیراب کر دیا ہو اس کے پاس فوجوں کی فوجیں پیاسوں کی طرح آتی ہیں۔

رَبُّ السَّمَاءِ یُعِزُّہٗ بِعِنَایَۃٍ تَعۡنُوۡ لَہٗ اَعۡنَاقُ اَھۡلِ دَھَاءٍ

آسمان کا مالک اپنی عنایت سے اسے عزت دیتا ہے اور عقلمندوں کی گردنیں اس کے آگے جھک جاتی ہیں۔

اَلۡاَرۡضُ تُجۡعَلُ مِثۡلَ غِلۡمَانٍ لَّہٗ تَأۡتِیۡ لَہُ الۡاَفۡلَاكُ کَالۡخُدَمَاءِ

زمین اس کے لئے غلاموں کی طرح بنا دی جاتی ہے اور آسمان اس کے لئے خادموں کی طرح ہو جاتے ہیں۔

مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُخۡزِیۡ عَزِیۡزَ جَنَابِہٖ اَلۡاَرۡضُ لَا تُفۡنِیۡ شُمُوۡسَ سَمَاءٍ

وہ کون ہے جو جنابِ الٰہی کے پیارے کو ذلیل کرے۔ آسمان کے سورجوں کو زمین فنا نہیں کرسکتی۔

اَلۡخَلۡقُ دُوۡدٌ کُلُّھُمۡ اِلَّا الَّذِیۡ زَکَّاہُ فَضۡلُ اللّٰہِ مِنۡ اَھۡوَاءٍ

خلقت ساری کی ساری کیڑے کی حیثیت رکھتی ہے سوائے اس شخص کے جسے اللہ کے فضل نے ہوا وہوس سے پاک کر دیا ہو۔

فَانۡھَضۡ لَہٗ اِنۡ کُنۡتَ تَعۡرِفُ قَدۡرَہٗ وَاسۡبِقۡ بِبَذۡلِ النَّفۡسِ وَالۡاِعۡدَاءِ

پس تو اس شخص کی خاطر اٹھ اگر تو اس کی قدر پہچانتا ہے اور نفس کو قربان کرنے اور دوڑانے میں سبقت لے جا۔

اِنۡ کُنۡتَ تَقۡصِدُ ذُلَّہٗ فَتُحَقَّرُ وَسَتَخۡسَئَنۡ کَالۡکَلۡبِ یَوۡمَ جَزَاءٍ

اگر تو اس کی ذلّت چاہتا ہے تو تُو خود حقیر کیا جائے گا اور کتّے کی طرح جزا کے دن راندۂ درگاہ ہوگا۔

غَلَبَتۡ عَلَیۡكَ شَقَاوَۃٌ فَتُحَقِّرُ مَنۡ کَانَ عِنۡدَ اللّٰہِ مِنۡ کُرَمَاءٍ

تجھ پر بدبختی غالب آ گئی ہے سو تُو حقیر جانتا ہے اس شخص کو جو اللہ کے نزدیک معززین میں سے ہے۔

صَعُبَ عَلَیۡكَ سِرَاجُنَا وَضِیَاءُنَا تَمۡشِیۡ کَمَشۡیِ اللِّصِّ فِی اللَّیۡلَاءِ

ہمارا چراغ اور ہماری روشنی تجھ پر گراں ہے تُو اندھیری رات میں چوروں کی طرح چل رہا ہے۔

تَھۡذِیۡ وَاَیۡمُ اللّٰہِ مَا لَكَ حِیۡلَۃٌ یَوۡمَ النُّشُوۡرِ وَعِنۡدَ وَقۡتِ قَضَاءٍ

تُو بیہودہ گوئی کر رہا ہے اور بخدا قیامت کے دن اور فیصلے کے وقت تیرے لئے کوئی حیلہ نہ ہوگا۔

بَرۡقٌ مِّنَ الۡمَوۡلٰی نُرِیۡكَ وَمِیۡضَہٗ فَاصۡبِرۡ کَصَبۡرِ الۡعَاقِلِ الرَّنَّاءِ

یہ مولیٰ کی طرف سے بجلی ہے جس کی چمک ہم تجھے دکھائیں گے پس تو غور سے دیکھنے والے عاقل کی طرح صبر کر۔

(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 231 تا 233۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)......................

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 05 اگست 2015ء بروز بدھ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:-

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

اس وقت مَیں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔

یہ دونوں نکاح ہمارے مربی سلسلہ ارشاد احمد صاحب ملہی کی دونوں بیٹیوں کے ہیں۔ اور پہلا نکاح عزیزہ طیبہ ریحانہ ملہی بنت مکرم ارشاد احمد ملہی صاحب مبلغ سلسلہ امریکہ کا ہے جو عزیزم وقار احمد ابن مکرم شاہد احمد باجوہ صاحب امریکہ کے ساتھ بیس ہزار امریکن ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔

عزیزہ طیبہ اپنے ننھیال کی طرف سے صحابی کی نسل میں سے ہیں۔ اللہ کرے یہ نکاح ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور ان بزرگ صحابہ نے جو اپنی نسلوں کے لئے، اپنے بچوں کے لئے دعائیں کی ہوئی ہیں، ان کے یہ حقیقی وارث بننے والے ہوں۔ اور ان کی آئندہ نسلیں بھی اپنے آباؤ اجداد کی روایات کو قائم رکھنے والی اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی ہوں۔

حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروایا۔ جس میں دولہے کی باری پر اس کے والد مکرم شاہد احمد باجوہ صاحب نے عرض کیا کہ لڑکا یہاں نہیں ہے اور وہ اس کی طرف سے وکیل ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا:۔ دولہا کی طرف سے وکیل ہیں؟ یہاں لکھنے والے نے تو وکیل کا نام نہیں لکھا۔ پہلے ایک تعارف میں لکھا ہوا ہے کہ وکیل ہیں۔

پھر حضور انور نے مکرم شاہد احمد باجوہ صاحب سے دولہے کے وکیل کے طور پر ایجاب وقبول کروایا۔ اور پھر فرمایا:۔

دوسرا نکاح بھی ارشاد ملہی صاحب کی دوسری بیٹی رملہ ارشاد ملہی کا ہے۔ یہ عزیزم اُسامہ سیفی واقف نو ابن مکرم خالد سیفی صاحب امریکہ کے ساتھ بیس ہزار امریکن ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔

عزیزم اُسامہ بھی حضرت ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب کے پڑپوتے ہیں اور ان کے نانا چوہدری محمد اسحاق صاحب ساہیوال کا جو واقعہ ہوا تھا اس میں اسیر رہے ہیں۔ بہرحال یہ بھی پرانا احمدی خاندان ہے، خدمت کرنے والا خاندان ہے، صحابی کی اولاد ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

نکاح شادی کے معاملات میں دونوں فریقین کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اعتماد قائم کریں اور سچائی پر یہ رشتے قائم ہوں، ایک دوسرے کے احترام ہوں، ایک دوسرے کے رِحمی رشتوں کے احترام ہوں۔ یہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی ہے اور ہر نیا قائم ہونے والا رشتہ ان باتوں کا خیال رکھنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ شادیاں کامیاب رہتی ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ شادیاں، یہ نکاح ہر لحاظ سے بابرکت ہوں اور کامیاب ہوں۔ دعا کرلیں۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 03/جون 2017ء بروز ہفتہ صبح ساڑھے 10 بجے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر مکرمہ ریاض بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم حاجی سلطان احمد صاحب۔ روہیمپٹن۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرمہ ریاض بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم حاجی سلطان احمد صاحب۔ روہیمپٹن۔ یوکے)

31 مئی 2017ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، چندہ جات میں باقاعدہ، مہمان نواز، خلافت سے والہانہ عشق رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتی تھیں۔ خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنتی تھیں۔ بچوں کو تلاوت قرآن کریم اور خطبات سننے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عبد الحیٔ خان صاحب سیکرٹری مال روہیمپٹن کی خوش دامن تھیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔ مکرم ظہور احمد صاحب (آف واہ کینٹ)

23 مئی 2017ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت نظام الدین صاحب کے بیٹے اور مکرم حاجی منظور احمد صاحب درویش قادیان کے بھائی تھے۔ آپ کو فرقان فورس میں بھی خدمت بجالانے کا موقعہ ملا۔ وہاں سے آپ نے میڈل بھی حاصل کیا۔ واہ کینٹ میں لمبا عرصہ جماعت کے جنرل سیکرٹری کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ واہ کینٹ میں جب تک مسجد تعمیر نہیں ہوئی تو نماز جمعہ آپ کے گھر پر ہی ادا کی جاتی تھی۔ بعد ازاں واہ کینٹ کی مسجد آپ کی نگرانی میں تعمیر ہوئی۔ اس کے لئے آپ وقار عمل میں بھی بھرپور حصہ لیتے رہے۔ 1974ء کے پُرآشوب حالات میں آپ کے گھر پر کئی بار حملہ ہوا۔ آپ نمازوں کے پابند، قرآن کریم کے عاشق، بڑے حلیم طبع انسان تھے۔ بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی اور ان کی بہت اچھی تربیت کی۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

2۔ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب (آف یوکے)

31 مارچ 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد مکرم میاں احمد علی صاحب مرحوم نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اکثر ان کے گاؤں پھیرو چچی شکار یا سیر کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے جہاں آپ کا حضور سے قرب کا گہرا تعلق قائم ہوا۔ آپ کو فرقان فورس میں خدمت بجالانے کی بھی توفیق ملی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خلافت سے گہرا تعلق رکھنے والے بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم محمد سلیم ظفر صاحب (کارکن دفتر PS) کے خسر تھے۔

3۔ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم قریشی محمد اکرم صاحب۔ حلقہ دستگیر۔ کراچی)

یکم دسمبر 2016ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، جماعت سے اخلاص ووفا کا تعلق رکھنے والی بہت نیک خاتون تھیں۔ دینی خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار رہتی تھیں۔ حیدر آباد شہر کی مجلس میں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ مکرم بابو عبد الغفار صاحب شہید حیدر آباد (سندھ) کی بیٹی تھیں۔

4۔ مکرمہ امۃ الباسط صاحبہ (اہلیہ مکرم خالد محمود صاحب۔ کوارٹرز تحریک جدید۔ ربوہ)

9 اگست 2016ء کو 66 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے حلقہ نارتھ کراچی میں بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق پائی۔ اسی طرح 1994ء میں پشاور کے حلقہ حیات آباد میں لمبا عرصہ لجنہ کی سیکرٹری مال کے طور پر خدمت بجالاتی رہیں۔ آپ ہمیشہ دین کی خدمت میں پیش پیش رہتیں۔ بڑی نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔

5۔ مکرمہ کلثوم بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمد صالح صاحب۔ دار الفتوح غربی۔ ربوہ)

9 مئی 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت چوہدری عنایت اللہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی، غرباء کی ہمدرد، مہمان نواز، بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ چندہ کی بروقت ادائیگی کیا کرتی تھیں۔

6۔ مکرم رشید احمد صاحب (آف گدو بیراج۔ سکھر)

22 جون 2016ء کو 53 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ گورنمنٹ ملازم تھے اور بطور صدر جماعت گدو بیراج اور ناظم انصار اللہ ضلع سکھر خدمت بجالا رہے تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ احمد پور شرقیہ میں آپ نے مسجد اور گھر تعمیر کر کے جماعت کو دیا۔ جو ابھی تک بطور مشن ہاؤس استعمال ہو رہا ہے۔ آپ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، صدقہ وخیرات کرنے والے بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔

7۔ مکرمہ رشیدہ بی بی صاحبہ (آف بھینی شرقپور ضلع شیخوپورہ)

3 اگست 2015ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والدین حضرت عبد الحلیم صاحب اور حضرت زینب بی بی صاحبہ دونوں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، بہت ہمدرد، خدمت گزار اور بڑی نیک خاتون تھیں۔ خلافت اور جماعت کے ساتھ اخلاص ووفا کا تعلق تھا۔ بے شمار احمدی اور غیر احمدی بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھایا۔ چندہ کی بروقت ادائیگی کیا کرتی تھیں۔ آپ کی پہلی شادی مکرم محمد خان صاحب شہید (فرقان فورس) سے ہوئی تھی جس سے ایک بیٹے مکرم مبارک احمد نجیب صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ دوسری شادی مکرم سلطان احمد صاحب مرحوم سے ہوئی جن سے دو بچے ہیں۔

8۔ مکرمہ عالم بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری رحمت خان صاحب۔ ساہیوال)

18 اپریل 2015 کو 113 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتی تھیں۔ غرباء کی ہمدرد اور مددگار، مہمان نواز اور مسافروں کی خیال رکھنے والی بڑی نیک بزرگ خاتون تھیں۔ آپ مکرم نصر اللہ خان صاحب سابق امیر ضلع ساہیوال کی والدہ تھیں۔

9۔ عزیزم طیب احمد (ابن مکرم محمد اشرف صاحب۔ صدر محلہ دار العلوم جنوبی بشیر ربوہ)

12 اپریل 2017ء کو چھت سے گرنے کی وجہ سے 11 سال کی عمر میں وفات پا گیا۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ عزیز گھر کے کام کاج میں مصروف تھا کہ چھت پر چلا گیا اور وہاں کنارے پر کھڑا تھا کہ یکدم پاؤں پھسلا اور سر کے بل زمین پر گرنے کی وجہ سے موقع پر ہی وفات ہوگئی۔ طیب بچپن سے ہی نمازوں کا پابند تھا اور صلّ علی کر کے بچوں کو بھی نماز کے لئے مسجد لے جایا کرتا تھا اور باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت بھی کیا کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

نظارت نشر واشاعت قادیان کی طرف سے شائع شدہ نئی کتب

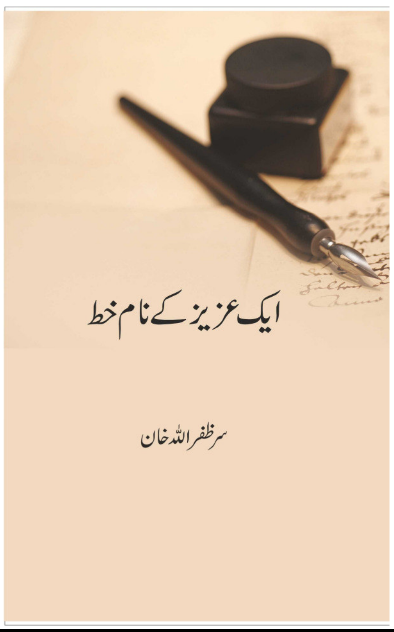

Ek Aziz ke Naam Khat
by Sir Mohammad Zafrullah
P.B, Pages-144, Code-U-138

یہ کتاب حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کا تحریر کردہ ایک خط ہے جو آپؓ نے ایک عزیز کے نام تحریر فرمایا ہے۔ اس کتاب میں وہ رستہ بتایا گیا ہے جس پر چل کر ایک انسان بااخلاق اور باخدا انسان بن سکتا ہے۔ اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے راہنمائی موجود ہے۔ احباب جماعت کی تربیت کے لئے یہ کتاب بہت اہم اور ہر لحاظ سے مفید ہے۔ ہر فرد جماعت کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

☆...☆...☆

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 457

مکرم ہانی یاسین صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم ہانی یاسین صاحب آف مصر کے احمدیت کی طرف سفر کی داستان کا ایک حصہ پیش کیا تھا۔ اس قسط میں ان کے اس ایمان افروز سفر کا باقی حصہ پیش کیا جائے گا۔ ہم نے ذکر کیا تھا کہ مکرم ہانی یاسین صاحب نے اپنے مالک کی طرف سے بدظنی پر مبنی رقم کی چوری کے الزام کے بعد وہاں سے کام چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ رقم مل جانے کے بعد مالک کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس نے ہانی یاسین صاحب کو روکنے کی کوشش کی۔ جب یہ نہ مانے تو وہ اپنے سسر صاحب کو درمیان میں لے آئے۔ اور ہانی یاسین صاحب کو اپنے مالک کی بات ماننی پڑی۔ اس کی تفصیل بتاتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ:

میرے مالک کے خسر کا نام ڈاکٹر عباس المصری تھا اور اس کا شمار سلفیوں کے بڑے علماء اور شیوخ میں ہوتا تھا۔ لوگ اس سے ملاقات کے لئے کئی کئی دنوں کا انتظار کرتے تھے۔ چونکہ میں بھی سلفی خیالات سے اتفاق رکھتا تھا اس لئے میرے دل میں شیخ عباس کی بہت محبت اور احترام تھا۔ اس کا میرے مالک کو بھی علم تھا اس لئے اس نے نوکری سے انکار کے بعد مجھ سے کہا کہ میں تمہاری بات مان لیتا ہوں۔ آج کے بعد تم میرے ساتھ کام کرنے کی بجائے شیخ عباس المصری صاحب کے ساتھ رہو۔ یہی تمہاری ڈیوٹی ہے۔ اب میرے سامنے انکار کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ شیخ عباس صاحب نہ صرف دینی حلقوں میں بہت بڑا مقام رکھتے تھے بلکہ ان کے پاس ذاتی کتب کی شاید سب سے بڑی لائبریری تھی۔ نیز شیخ صاحب وہ واحد شخصیت تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ آنے والے قرآن کریم کے حفظ کی سند دینے کے مجاز تھے۔ وہ اکثر اپنی مسجد میں کئی کئی گھنٹے بیٹھے مطالعہ کرتے رہتے اور میں ان کی صحبت سے مستفید ہوتا رہتا۔

شیخ صاحب سے مکالمہ

ایک دن شیخ صاحب کے ساتھ دریدہ دہن پادری کا تذکرہ شروع ہوا تو ہمارے مابین مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی:

ہانی یاسین: زکریا بطرس نامی ایک دریدہ دہن پادری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے اور امہات المؤمنین کی عزتوں پر عمومًا اور حضرت عائشہؓ پر خصوصًا حملہ کررہا ہے۔

شیخ صاحب: اس میں کیا نئی بات ہے؟ یہ لوگ اللہ کو گالیاں دیتے ہیں تو اس کے رسول کو گالیاں دینے سے کیسے رک جائیں گے۔

ہانی یاسین: جنابِ من! میرا سوال اس قدر ہے کہ کیا علمائے کرام میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جو اس دریدہ دہن کا منہ بند کرے اور اس کی زبان کو لگام دے؟

شیخ صاحب: یہ تو کتّا ہے اور کتّے کی طرح بھونک رہا ہے۔

ہانی یاسین: ڈاکٹر صاحب! خوف صرف اس بات کا ہے کہ عامۃ المسلمین اس کی بات سن رہے ہیں اور اگر اس کی باتوں کا جواب نہ دیا گیا تو بہت سے مسلمانوں کے ایمان لڑکھڑانے لگیں گے اور رفتہ رفتہ وہ اس کی باتوں کی تصدیق کرنے لگ جائیں گے۔

شیخ صاحب: پھر کیا ہے؟ کتنے اس فتنہ کا شکار ہوجائیں گے؟ دس؟ ایک سو؟ ایک ہزار؟ تم کیا سمجھتے ہو کہ اگر ایک ہزار مسلمان اسلام چھوڑ گیا تو اس سے اسلام کا بہت بڑا نقصان ہو جائے گا؟ ہر روز ہزاروں لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں، اگر ان میں سے ایک ہزار نکل گیا تو کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔ تم ہی بتاؤ؟ کیا تم اس کی باتوں میں آجاؤ گے؟

ہانی یاسین: ہرگز نہیں، بلکہ اگر وہ قیامت تک بھی ایسے امور کو بیان کرتا رہے تب بھی میں اس فتنہ کا شکار نہیں ہوں گا۔

شیخ صاحب: ہم مسلمانوں سے ایسے ہی موقف کی امید کرتے ہیں جو پہاڑوں کی طرح مضبوط ہو۔ باقی اگر کوئی کمزور ہے اور ایسی باتوں کی وجہ سے اسلام چھوڑتا ہے تو ہزار بار چھوڑ جائے ہم اسے خدا حافظ کہتے ہیں۔ ہاں میری ایک نصیحت ہے کہ تم اس پادری کے پروگرام نہ دیکھا کرو۔

آنکھ کی ٹھنڈک اور دل کا سکون مل گیا

میں نے شیخ صاحب سے وعدہ تو کرلیا لیکن اس پر عمل نہ کرسکا اور روزانہ باقاعدگی سے اس پادری کا پروگرام دیکھتا اور اس کے اعتراضات کے جوابات کے بارہ میں سوچتا لیکن جواب نہ پا کر اندر ہی اندر سخت دکھی اور غمگین ہوجاتا۔ اسلام کے لئے میری غیرت ان اعتراضات کے جواب تلاش کرنے پر اکساتی تو میں مختلف چینلز بدل بدل کر دیکھنے لگتا۔ اسی تلاش میں مجھے ایم ٹی اے مل گیا۔ اسے دیکھا تو دیکھتا ہی چلا گیا اور اسی کا ہی ہو کر رہ گیا۔ اس پر وہ کچھ ملا جس کی تلاش میں میری روح سرگرداں تھی۔ اس میں مجھے میرے درد کا درماں، میرے غموں کا مداوا اور زخموں کا مرہم تھا۔ محض چند دن تک ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد ہی میرے سینے میں ایک عجیب سی ٹھنڈک، خوشی اور غیر معمولی مسرت کا احساس ہونے لگا۔ جماعت کے علوم اور جوابات کو سن کر میں بے اختیار ہو کر کہہ اٹھا کہ یہ صحیح اسلام ہے جس سے میں کوسوں دور تھا۔ کہاں تو وہ زمانہ تھا کہ بڑے بڑے علماء کی طرف سے بھی پادری کے اعتراضات کا جواب سکوتِ تام کے سوا کچھ نہ تھا اور کہاں اب میں نے اسلام اور نبیٔ اسلام کی تمام الزامات اور اعتراضات سے بریّت اپنی آنکھوں سے دیکھ لی تھی۔ یہی نہیں بلکہ اب مجھے اسلام کا غلبہ پوری آب وتاب سے نظر آنا شروع ہو گیا تھا۔ آج اسلام کے چہرے پر صدیوں سے پڑا ہوا غبار چھٹ گیا تھا اور اس کا وجہِ منیر ظاہر و باہر ہو گیا تھا۔

کلامِ امامؑ کی تاثیر اور بیعت

ایم ٹی اے دیکھنے کے دوران میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو خاص اہتمام کے ساتھ سننے لگا۔ اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے ان کی سچائی اور اخلاص میں ادنیٰ شک بھی نہ ہوا۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے بارہ میں آپ کا نظم ونثر پر مشتمل کلام آپ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ لیکن میں نے ایمان کے معاملہ میں جلد بازی کی بجائے عقل ومنطق کو بروئے کار لاتے ہوئے وقت پر اس کا فیصلہ چھوڑ دیا۔ رفتہ رفتہ مجھے یقین ہوگیا کہ ان کا دعویٰ درست ہے، پھر بھی میں نے جلد بازی سے کام نہ لیا بلکہ ایک سال تک پوری توجہ اور دعا کے ساتھ تحقیق کا عمل جاری رکھا تا آنکہ مجھے اس بات کے اعتراف کے بغیر کوئی چارہ نہ رہا کہ یقیناً یہی امام الزمان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی خادم اور سچے شاگرد ہیں۔

چنانچہ میں دل سے آپ پر ایمان لے آیا اور خدا تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر آپ کی بیعت کرلی۔ لیکن نہ تو یہ بیعت مرکز میں ارسال کی اور نہ ہی کسی احمدی کے ساتھ میرا رابطہ ہوا۔ اس کی وجہ بھی میری کم مائیگی تھی، میں نے ابھی تک صرف ایم ٹی اے ہی دیکھا تھا اور انٹرنیٹ وعربی ویب سائٹ وغیرہ سے میرا تعارف نہ تھا۔ میں کمپیوٹر سے نابلد تھا بلکہ میرے پاس کمپیوٹر ہی نہ تھا۔

خدا کو گواہ ٹھہرا کر کی گئی بیعت کے اس قدر نیک ثمرات سامنے آئے کہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ میری زندگی یکسر بدل گئی۔

احمدیوں سے رابطہ

2009ء میں میں نے کمپیوٹر خریدا اور انٹرنیٹ لگوا کر جماعت کی عربی ویب سائٹ کا مطالعہ کیا۔ یہاں میں نے بیعت فارم دیکھا اور فوراً اسے پُر کر کے ارسال کرنے کی کوشش کی لیکن کمپیوٹر کو استعمال کرنے کے بارہ میں میری ناتجربہ کاری آڑے آ گئی اور میں بیعت فارم ارسال نہ کر سکا۔ بالآخر میں نے یہ کہہ کر اپنی کوشش ترک دی کہ اللہ تعالیٰ میرے دل کے حال سے واقف ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں اس کے بھیجے ہوئے کی صداقت پر دل سے ایمان لے آیا ہوں، یہی میرے لئے کافی ہے۔ میرے اس موقف کی بڑی وجہ یہ تھی کہ مجھے اس بات کی اہمیت کا احساس نہ تھا کہ اشاعت اسلام کی اس عظیم مہم کا باقاعدہ حصہ بننے کے لئے اس جماعت میں باضابطہ طور پر شامل ہونا ضروری ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد میرا فیس بک سے تعارف ہوا اور میں نے اس پر اپنے بعض دوستوں کی تلاش شروع کردی۔ اسی دوران مجھے مکرم فتحی عبد السلام صاحب کا اکاؤنٹ مل گیا۔ چونکہ میں انہیں ایم ٹی اے کے بعض پروگراموں سے جانتا تھا اس لئے انہیں فیس بک پر دوستی کا پیغام بھیج دیا۔ انہوں نے اسے قبول کرلیا اور پھر میرا ان سے رابطہ شروع ہو گیا۔

ایک روز انہوں نے اپنے صفحہ پر لکھا کہ نو مبائعین اپنی اپنی بیعت کا واقعہ مختصر طور پر لکھیں۔ اس پر میں نے اپنے اس سفر کا پہلا حصہ لکھ کر انہیں ارسال کر دیا۔ انہوں نے اس پر نہایت خوبصورت تبصرہ کیا اور اسے مکمل کرنے کا کہا۔

میں نے ایک دو قسطوں میں باقی واقعہ بھی لکھ کر پوسٹ کر دیا جس پر احباب کرام نے مبارکباد دی اور بہت اچھے تبصرے کئے اور مجھے ثبات قدم کی ڈھیروں دعائیں دیں۔

اس کارروائی کو پڑھنے والوں میں سے احمد نامی ایک دوست بھی تھے۔ انہوں نے مجھے پرائیویٹ میسیج بھیج کر پوچھا کہ کیا میں نے بیعت فارم پر کر دیا ہے؟ میرے نفی میں جواب دینے پر انہوں نے کہا کہ وہ بھی دل سے احمدی ہیں اور اب انہوں نے باضابطہ بیعت کے لئے مصر کی جماعت سے رابطہ کیا ہے۔ انہیں مکرم عبدہ بکر صاحب نے دو روز کے بعد مرکزِ جماعت میں آنے کا کہا ہے۔ اس کے بعد اس دوست نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ بھی آنا چاہیں تو ہم دونوں اکٹھے مل کر مرکزِ جماعت چلے جاتے ہیں۔

میں نے مکرم فتحی عبد السلام صاحب کے توسط سے مکرم عبدہ بکر صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے بیعت فارم پُر کرنے سے پہلے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''فلسفۃ تعالیم الإسلام'' (اسلامی اصول کی فلاسفی کا عربی ترجمہ) دیتے ہوئے اس کا مطالعہ کرنے کو کہا۔

میں نے یہ کتاب پڑھنی شروع کی تو عجیب عالم میں جا پہنچا۔ ایک پیرا پڑھتا تو مجھے اتنا لطف آتا کہ میں اسے دوسری بار پڑھتا اور پھر تیسری بار اس کا مطالعہ کرتا۔ یوں میں نے یہ کتاب شاید پانچ مرتبہ پڑھی۔

باضابطہ بیعت، ثمرات اور مخالفت

اسی عرصہ کے دوران فیس بک پر ہی تیونس کے ہمارے ایک دوست مکرم ماہر مدینی صاحب کے ذریعہ مجھے عربک ڈیسک کا ای میل مل گیا اور میں نے بیعت فارم پر کر کے اس پتہ پر ارسال کر دیا۔ چند روز میں ہی مجھے قبولِ بیعت کا خط موصول ہو گیا۔ اور یوں مجھے غلبۂ اسلام کی اس مہم اور اسلامی تعلیمات کو پھیلانے والے اس قافلے کا حصہ بننے کا اعزاز حاصل ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

بیعت کے بعد میرے اندر غیر معمولی تبدیلی واقع ہوئی۔ میرے رشتہ داروں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے شدید مخالفت شروع کردی اور بات یہاں تک پہنچی کہ میرا مکمل بائیکاٹ کر دیا گیا اور میرے خلاف عجیب عجیب فتوے جاری کئے گئے حتی کہ مجھے خطرہ ہے کہ میری وفات کے بعد وہ مجھے اپنے قبرستان میں بھی دفن کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

لیکن مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کیونکہ احمدیت کے ذریعہ میرا اس خدا سے تعلق پیدا ہوا ہے جو کارساز ہے اور دعاؤں کا سننے والا ہے، وہ خود ہی سارے کام سیدھے کردے گا۔ اس کی عنایتوں کے غیر معمولی جلوے میں نے بیعت کے بعد سے ہی دیکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ اس ضمن میں ایک بات کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میں ٹرک چلاتا ہوں۔ میں اکثر خواب میں دیکھتا تھا کہ میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ قبول احمدیت کے بعد میں نے اس کے بارہ میں دعا کی اور اس کے نتیجہ میں کئی بار مجھے محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مجھے اپنے خاص فضل سے متعدد حادثات سے بچایا۔

آخر میں یہی کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں جہالت اور غفلت کی زندگی سے نکال کر اپنی معرفت اور قربت کی راہوں سے متعارف کروایا اور اپنے فضلوں، انعاموں اور برکات سے متمتع فرمایا ہے۔

(باقی آئندہ)

کامیابی

(تحریر فرمودہ: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

کامیابی ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنوں سے عام طور پر ہمارے اہل ملک ناواقف ہیں اور یہی ہماری ناکامیوں کی وجہ ہے۔ ہمارے ملک میں کامیابی نام ہے روپیہ کا۔ کامیابی نام ہے اچھے کپڑے پہننے کا اور اچھے کھانے کھانے کا۔ کامیابی نام ہے لوگوں پر تسلّط پانے اور حکومت کرنے کا۔ مگر حق یہ ہے کہ اس سے زیادہ غلط مفہوم کامیابی کا نہیں ہوسکتا۔ جن چیزوں کو ہم کامیابی قرار دیتے ہیں انہی کو اپنا کام یعنی مقصد بنالینا کامیابی کے راستہ میں روک ہوا کرتا ہے۔ یہ چیزیں خود کامیابی نہیں بلکہ بعض دفعہ کامیابی کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہیں۔

اس غلط فہمی کی وجہ سے بعض لوگ پوچھ بیٹھا کرتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کیوں ناکام ہوئے اور یزید کیوں کامیاب ہوا۔ حالانکہ اگر غور کرتے تو یزید باوجود مال و دولت اور جاہ وحشم کے ناکام رہا اور حضرت امام حسینؑ باوجود شہادت کے کامیاب رہے۔ کیونکہ ان کا مقصد حکومت نہیں بلکہ حقوق العباد کی حفاظت تھا۔ تیرہ سو سال گزر چکے ہیں مگر وہ اصول جس کی تائید میں حضرت امام حسینؑ کھڑے ہوئے تھے یعنی انتخاب خلافت کا حق اہل ملک کو ہے، کوئی بیٹا اپنے باپ کے بعد بطور وراثت اس حق پر قابض نہیں ہوسکتا، آج بھی ویسا ہی مقدّس ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ بلکہ ان کی شہادت نے اس حق کو اَور بھی نمایاں کردیا ہے۔ پس کامیاب حضرت امام حسینؑ ہوئے نہ کہ یزید۔

قرآن کریم نے نہایت مختصر الفاظ میں کامیابی کا گُر بتایا ہے اور مَیں اس کی طرف ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالسَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

(التوبۃ:100)

یعنی وہ لوگ جو دوسروں سے آگے نکلنے اور اوّل رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی ہر اک چیز کو قربان کردیتے ہیں یا ایسے لوگوں کے مُمِدّ اور معاون ہوتے ہیں اور وہ لوگ جو مذکورہ بالا جماعت کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں، خدا تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہوگئے اور اسی نے ان لوگوں کے لئے ایسے باغات تیار کئے ہیں جن کے اندر نہریں چلتی ہیں اور وہ ان میں بستے چلے جائیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اصل کامیابی اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ آرام اور آسائش کے سامان اس کے نتیجہ میں ملتے ہیں خود مقصود بالذّات نہیں ہوتے۔ اور نیز یہ بتایا گیا ہے کہ کامیابی کا گُر یہ ہے کہ کوئی قوم ان مقاصد عالیہ کے حصول کے لئے جو قربانی چاہتے ہیں اور جن کا فائدہ بادی النظر میں انسان کی اپنی ذات کو نہیں بلکہ دوسروں کو ہی پہنچتا ہے، دوسری اقوام سے آگے بڑھنے اور اوّل رہنے کی کوشش کرے۔ یہ وہ گُر ہے جسے ہماری قوم نے نظر انداز کردیا ہے۔ اور یہی وہ گر ہے جس کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔

ہمارے اندر دولتمند بھی ہیں اور صاحب جائداد بھی لیکن باوجود اس کے ہم کامیاب نہیں۔ اس لئے کہ ہماری قوم اور ہمارے اہل ملک کی کوششیں اپنے نفس کی عزت اور اپنے آرام کے حصول کے لئے خرچ ہوتی ہیں۔ لیکن کامیابی کا گُر یہ ہے کہ قوم سب کی سب مہاجر ہوجائے۔ یعنی اپنے نفس کو بھلا کر ان کاموں میں لگ جائے جو بنی نوع انسان کی مجموعی ترقی کا موجب ہوں۔ یا انصار بن جائے یعنی ایسے لوگوں کی مددگار اور معاون ہو حتیٰ کہ دنیا کا ہر ایک ملک اپنے گردو پیش ایسے سامان دیکھے جن کے بغیر اس کا گزارہ مشکل تھا اور جن کا حصول اسی قوم کی شدید قربانیوں کے بغیر ناممکن تھا۔ یہ قوم کامیاب ہوتی ہے اور اس کا ذکرِ خیر دنیا سے کبھی نہیں مٹ سکتا۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ میرے برادرانِ وطن اسی صداقت کو سمجھ کر اس کی طرف پوری توجہ کریں گے۔ خالی نقل سے وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتے جب تک کہ وہ بعض علوم و فنون میں اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ ہونے کی کوشش نہیں کریں گے اور دوسری اقوام کو اپنے پیچھے چلانے میں کامیاب نہ ہوں گے وہ برابر ناکامی کا منہ دیکھتے رہیں گے۔ لیکن کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہماری سابقہ ناکامیاں ہمیں بیدار کردیں۔ کیا ہماری پستی کے لئے کوئی قَعْرِ مَذَلَّت باقی ہے جس تک گرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ کیا ہم بچپن کے زمانہ سے نکل کر شباب نہیں بلکہ پیری کا زمانہ ہی دیکھیں گے اور پھر نابالغ بنے رہیں گے۔ خدا نہ کرے کہ ایسا ہو بلکہ خدا کرے کہ ہماری قوم بیدار ہوکر مہاجر وانصار کا رنگ دکھاتی ہوئی دنیا کی ترقی کے میدان میں اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کے دوش بدوش کھڑی ہو اور ہر ایک قربانی عارضی نہیں بلکہ مستقل اس پر آسان ہو اور کامیابی کے میدان میں ایک ایسی پائیدار یادگار چھوڑے جس کے نقش مرورِ زمانہ سے بھی نہ مٹ سکیں۔ آمین۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(انوار العلوم جلد 10۔ صفحہ 589)

....

(نوٹ: یہ مضمون ابتداءً خواجہ حسن نظامی صاحب کے رسالہ ”کامیابی“ دہلی میں شائع ہوا۔)

ہدایت کے متلاشی کو کیا کرنا چاہئے

(تحریر فرمودہ: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

[30ستمبر 1929ء کشمیر سے واپس آتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بوجہ لاریوں کے وقت پر نہ پہنچنے کے جموں ٹھہرنا پڑا اس موقع پر احبابِ جمّوں نے حضور کی تقریر کا انتظام کیا۔]

تشہّد وتعوّذ اور تلاوت سورۃ الفاتحہ کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کے منشاء کے ماتحت باوجود اس کوشش کے کہ میں یہاں سے کل ہی روانہ ہو جانا چاہتا تھا مجھے ایک دن کے لئے اس مقام پر ٹھہرنا پڑا۔ میرے دل میں خواہش تھی کہ میں اس مقام کو دیکھوں اس لئے کہ ہماری جماعت کے پہلے خلیفہ اور امام حضرت مولوی نورالدین ایک عرصہ تک اس میں رہے ہیں اور جیسا کہ عام قاعدہ ہے انسان اپنے پیاروں کے مقامات کو دیکھتا ہے۔ مجھے مدت سے اس کا خیال تھا مگر ہر کام کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے۔ جب میری خواہش تھی میں نہ آسکا مگر اب بغیر اپنی خواہش کے مجبوراً مجھے ٹھہرنا پڑا۔ ہمارے یہاں کے دوستوں نے خواہش ظاہر کی ہے کہ میں ان اصحاب کی خاطر جو ابھی سلسلہ میں داخل نہیں ہوئے کچھ بیان کروں۔ خدا کی حکمت ہے میں سمجھتا تھا میرا وقت ضائع گیا۔ مگر اب خدا نے یہ تقریب پیدا کردی ہے۔ ممکن ہے میرے اس بیان میں بعض ان لوگوں کو جنہیں تحقیقِ حق مطلوب ہو کوئی مفید بات معلوم ہو اور وہ فائدہ اٹھائیں۔

مذہب کی غرض

میرے نزدیک مذہب کی غرض فتنہ وفساد پیدا کرنا نہیں بلکہ مذہب دلوں کی صفائی کے لئے ہوتا ہے۔ اگر فتنہ غرض ہوتی تو اسے شیطان باحسن طریق سرانجام دے سکتا تھا۔ مگر مذہب کی ہرگز یہ غرض نہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے اپنی جوانی کی زندگی اپنی قوم کی بھلائی میں خرچ کی کوئی عقلمند ایک لمحہ کے لئے بھی خیال نہیں کرسکتا کہ آپ بڑھاپے کی عمر میں فتنہ و فساد پیدا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تاریخ میں ایک واقعہ درج ہے جو اگرچہ عام مؤرخین کی نظر سے پوشیدہ ہے مگر مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ وہ جنگ اُحد کا واقعہ ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت شہید ہوئے۔ اس وقت ابوسفیان نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہے؟ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کہاں ہے؟ عمر (رضی اللہ عنہ) کہاں ہے؟ یعنی سب مارے گئے ہیں۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ جواب دینے لگے کہ میں تمہارے مارنے کے لئے موجود ہوں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا اور اپنی ذات کے لئے کچھ نہ کہنے دیا۔ لیکن جب ابوسفیان نے کہا اُعْلُ ھُبَلْ، اُعْلُ ھُبَلْ تو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے برداشت نہ ہوسکا۔ اور فرمایا کیوں نہیں کہتے ... اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ (بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد+سیرت ابن ہشام (عربی) جلد 2 صفحہ 140 مطبع مکتبہ فاروقیہ ملتان 1977ء) غرض آپ نے ہرگز اپنی ذات نہ منوائی نہ اپنی بڑائی چاہی بلکہ ہمیشہ خدا کی ذات منواتے رہے۔ پس میں ان واقعات کی موجودگی میں ہرگز نہیں سمجھ سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بڑائی دنیا میں پھیلانے کے لئے آئے تھے۔

پس میں یہی ایک بات پیش کرکے احمدیوں سے بھی اور دوسرے فرقوں کے مسلمانوں سے بھی کہتا ہوں کہ وہ تعصب سے کام لینا چھوڑ دیں اور صداقت پر غور کریں۔ اب جب کہ میں گاڑی پر جانے والا ہوں بعض اصحاب نے سوالات کئے ہیں۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ تمام کے جواب دے سکوں صرف ایک بات پیش کرتا ہوں جس سے کوئی اہلِ مذہب انکار نہیں کرسکتا اور وہ یہ کہ خدا کو ماننے والے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر پیار کرنے والا کوئی وجود نہیں۔ اگر کوئی خدا ہے تو وہ ہمارے ماں باپ سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے۔ پھر یہ بھی کہ اسے ہماری ہدایت کی زیادہ فکر ہے۔

ایک امریکن دہریہ کی کتاب مَیں نے پڑھی ہے جو خدا تعالیٰ کے متعلق دیباچہ میں عیسائیوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے۔ ایک بات مجھے سمجھائیں اور وہ یہ کہ اگر خدا ہے تو اس بات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ اسے ہمارے ساتھ ہمارے والدین سے زیادہ پیار ہونا چاہئے۔ اس نے سب کچھ ہمارے لئے بنایا تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ پیار نہ کرے اور والدین سے زیادہ ہماری فکر نہ کرے۔ پھر کہتا ہے اگر میں زہر کھاتا ہوں تو مجھے ماں باپ روکتے ہیں، دوست روکتے ہیں مگر جب میں گمراہی و ضلالت میں مبتلا ہوتا ہوں تو کیا وجہ خدا میرا ہاتھ نہیں پکڑتا۔ پھر وہ کہتا ہے مجھ سے کہا جائے گا کہ تم گندے ہو جیسے والدین نالائق اولاد سے ناراض ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح خدا بھی تم سے ناراض ہے۔ مگر میں اس کا یہ جواب دوں گا کہ میں تو گندہ سہی مگر تم میں سے کوئی بھی نظر نہیں آتا جس کا ہاتھ خدا پکڑتا ہو اور اس کو گمراہی وضلالت کے گڑھے سے بچاتا ہو۔ عیسائیوں میں سے کوئی تو ہو جو خدا سے تعلق رکھتا ہو اور خدا اس سے تعلق رکھتا ہو۔

جب میں نے اس کتاب کا یہ مقام پڑھا تو مجھے وجد آگیا کہ یہ فطرت انسانی بول رہی ہے۔ میں نے کہا بے شک اس کی تسلی عیسائیت نہیں کرسکتی مگر اسلام کرسکتا ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت 70) یعنی وہ لوگ جو ہمارے بارے میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں دکھا دیتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں فرقوں کی کثرت کا یہ حال ہے کہ ان کا گننا بھی آسان نہیں۔ اس حالت میں ایک طالب حق کے لئے سوائے اس کے اور کوئی راہ نہیں کہ وہ خدا کے حضور جھکے اور صحیح رستہ معلوم کرے۔ ایک صوفی کا واقعہ لکھا ہے کہ اس کے پاس ایک طالب علم تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب وہ رخصت ہونے لگا تو صوفی صاحب نے اسے نصیحت کرنی چاہی اور اس سے دریافت کیا تم اب جاتے ہو مگر یہ تو بتاؤ اگر شیطان نے تمہارا مقابلہ کیا تو کیا کروگے۔ طالب علم نے کہا کہ میں بھی اس کا مقابلہ کروں گا۔ صوفی نے کہا اچھا اگر وہ بھاگ جائے اور پھر آ کر مقابلہ شروع کردے تو پھر کیا کروگے۔ طالب علم نے کہا میں بھی پھر اس کا مقابلہ کروں گا۔ صوفی نے کہا اس طرح تو تم ہمیشہ شیطان کا مقابلہ ہی کرتے رہو گے۔ پھر آگے کس طرح ترقی کرو گے۔ طالب علم نے کہا پھر آپ ہی بتائیں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کہا یہ بتاؤ۔ اگر تم اپنے کسی دوست سے ملنے کے لئے جاؤ اور اس کا کتّا تمہارا مقابلہ کرے تو اس وقت کیا کروگے۔ طالب علم نے کہا میں اسے ہٹاؤں گا۔ صوفی نے کہا اگر وہ باز نہ آئے اور اندر جانے نہ دے تو پھر کیا کروگے۔ اس نے کہا میں اپنے دوست کو آواز دوں گا کہ اپنے کتّے کو روکو میں اندر آنا چاہتا ہوں۔ صوفی نے کہا: بس خدا سے ملنے کا بھی یہی طریق ہے کہ جب شیطان پیچھا نہ چھوڑے تو خدا کی طرف انسان توجہ کرے اور اسے آواز دے کہ تُو ہی اسے دور کردے۔ پس میرے نزدیک بہترین ذریعہ سچائی کی طلب کا یہ ہے کہ انسان خدا کی طرف متوجہ ہو۔ خدا تعالیٰ سے کہے میں کسی مذہب کو اس لئے نہیں مانتا کہ یہ میرے ماں باپ کا مذہب ہے بلکہ میں مذہب کو

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے اخلاق کا تقویٰ سے تعلق بتایا تھا کہ تقویٰ کے لئے اخلاق ضروری ہیں اور اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی کہ متقی انسان اس وقت بنتا ہے جب اس میں تمام خُلق موجود ہوں۔

سب سے اہم بات یا خُلق جو ایک مومن کی بنیادی شرط ہے وہ سچائی پر قائم ہونا ہے اور جھوٹ سے بچنا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے سچائی کی اہمیت اور اس کے تقاضوں کا تذکرہ اور اس حوالہ سے افراد جماعت کو اہم نصائح

حال ہی میں نیشنل جیوگرافک کے ایک رسالہ میں شائع ہونے والے ایک مضمون کے حوالہ سے کہ لوگ جھوٹ کیوں بولتے ہیں بعض وجوہات کا تذکرہ اور ان پر تبصرہ۔ اور اسلامی تعلیمات کے حوالہ سے سچائی اور قولِ سدید کو اختیار کرنے کی تاکید

ایک اہم نیکی جو مومن کا خُلق ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے وہ عاجزی اور تکبر سے دُوری ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے تکبر کی مختلف صورتوں کا تذکرہ اور ان سے بچنے اور عاجزی کو اختیار کرنے کی نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 16؍جون 2017ء بمطابق 16؍احسان 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے اخلاق کا تقویٰ سے تعلق بتایا تھا کہ تقویٰ کے لئے اخلاق ضروری ہیں اور اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی کہ متقی انسان اس وقت بنتا ہے جب اس میں تمام خُلق موجود ہوں۔ پس مومن کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ تمام اخلاق کو اپنائے اور وہ تمام اوامر جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے انہیں بجا لائے اور تمام نواہی جن سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے ان سے بچے تب ہی وہ اعلیٰ خُلق اس میں پیدا ہو سکتے ہیں جو ایک متقی کے لئے ضروری ہیں۔ لیکن بعض خلق کی باتیں ایسی ہیں جو اگر ایک مومن میں نہیں تو پھر اس کے ایمان کا معیار بھی محلِّ نظر ہو جاتا ہے۔ وہ بھی دیکھنے والا ہے کہ ہے بھی کہ نہیں۔

تقویٰ تو بعد کی بات ہے پہلے ایمان کو سنبھالنے کی ضرورت ہے۔ ان میں سے سب سے اہم بات یا خُلق جو ایک مومن کی بنیادی شرط ہے وہ سچائی پر قائم ہونا ہے اور جھوٹ سے بچنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج:31)۔ پس تم بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔ پس بتوں کی پرستش اور جھوٹ کو ملا کر واضح کر دیا کہ اگر تمہارے اندر سچائی نہیں اور سچی بات کہنے کی عادت نہیں تو یہ ایسا ہی بڑا گناہ ہے جیسے بتوں کو پوجنا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک مومن کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر بھی ایمان ہو اور پھر ظاہری یا مخفی بتوں کی پلیدی میں بھی وہ ملوّث ہو۔ پس ایک ایمان کا دعویٰ کرنے والے کو یہ بہت بڑی اور کھلی اور واضح وارننگ ہے کہ اگر مومن ہو تو سچائی کے اعلیٰ معیار بھی اپنانے ہوں گے ورنہ اپنے ایمان کی فکر کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس بارے میں بڑی کھول کر توجہ دلائی ہے، بڑے واضح طور پر بیان فرمایا ہے کہ بُت کیا ہے؟ اور تم نے اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کے لئے، اپنے ایمان میں ترقی کرنے کے لئے، کس قسم کے بتوں کی پلیدی سے احتراز کرنا ہے اور بچنا ہے اور کیا طریق اختیار کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو اپنی مختلف کتب میں بھی بیان فرمایا ہے۔ مجالس میں بھی بار بار ذکر فرمایا ہے اور بڑے واضح طور پر سچائی کی اہمیت بیان فرمائی ہے اور اس بارے میں بڑے درد کا اظہار کیا ہے جو ہر احمدی کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے ہوئے تقویٰ کی طرف بڑھنے والے ہوں۔ آپ کے مختلف اقتباسات اس بارے میں پیش کروں گا۔ بظاہر یہ ایسی باتیں لگتی ہیں جو ایک جیسی ہیں لیکن ہر فقرے میں ایک علیحدہ سبق اور نصیحت ہے۔

آپؑ اپنی کتاب نور القرآن میں فرماتے ہیں کہ:

"قرآن شریف نے دروغگوئی کو بُت پرستی کے برابر ٹھہرایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج:31)۔ یعنی بُتوں کی پلیدی اور جھوٹ کی پلیدی سے پرہیز کرو۔" (دونوں پلید ہیں۔ دونوں گندے ہیں ان سے پرہیز کرو۔)

(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 403)

پھر جھوٹ کی وجہ سے انسان کے خدا تعالیٰ سے دُور ہو جانے کا ذکر فرمایا۔ یہ کہنا چاہئے کہ جھوٹے کو اللہ تعالیٰ چھوڑ دیتا ہے۔ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"بُتوں کی پرستش اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔ یعنی جھوٹ بھی ایک بت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔ سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 361)

جب خدا تعالیٰ پر بھروسہ چھوڑ دیا تو پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کے قریب نہیں آتا پھر۔ یہ آپ نے "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں فرمایا۔

پھر لیکچر لاہور میں آپ نے یہ فرمایا کہ "بتوں سے اور جھوٹ سے پرہیز کرو کہ یہ دونوں ناپاک ہیں۔" (لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 157)

پس پاک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ جھوٹ اور ہر قسم کے شرک سے انسان بچے۔

پھر آپ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ: "قرآن شریف نے جھوٹ کو بھی ایک نجاست اور رِجس قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج:31)۔ دیکھو یہاں جھوٹ کو بُت کے مقابل رکھا ہے اور حقیقت میں جھوٹ بھی ایک بُت ہی ہے ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے۔ جیسے بُت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسی طرح جھوٹ کے نیچے بھی بجز مُلمّع سازی کے اَور کچھ بھی نہیں ہوتا"۔ (اپنی باتوں کو صرف ایک ظاہری پالش کیا ہوتا ہے ویسے اس کے نیچے کچھ بھی نہیں ہوتا۔) فرمایا کہ "جھوٹ بولنے والوں کا اعتبار یہاں تک کم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھ جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر جھوٹ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹ کم ہو جائے تو جلدی سے دور نہیں ہوتا"۔ (جب ان کو عادت پڑ جاتی ہے تو پھر جلدی سے دور نہیں ہوتا۔) فرمایا کہ "مدّت تک ریاضت کریں تب جا کر سچ بولنے کی عادت ان کو ہو گی"۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ350۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

بعض عادی ہوجاتے ہیں کہ ہر بات میں انہوں نے غلط بیانی کرنی ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے پھر بڑی محنت کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور بڑا لمبا عرصہ ایک مجاہدہ کرنا پڑتا ہے پھر جا کر سچ بولنے کی عادت پڑتی ہے۔

پھر وہ لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ دنیاوی کامیابیاں اگر حاصل کرنی ہیں تو کچھ نہ کچھ غلط بیانی اور جھوٹ بولنے کی ضرورت ہوگی اس کے بغیر گزارہ نہیں۔ ان کے ان خیالات کی نفی فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''بُت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے۔ جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لئے جھوٹ کو بُت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بُت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی۔ جیسے ایک بُت پرست بت سے نجات چاہتا ہے۔'' فرمایا کہ ''جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بُت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔'' فرماتے ہیں ''کیسی خرابی آ کر پڑی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیوں بت پرست ہوتے ہو۔ اس نجاست کو چھوڑ دو۔ تو کہتے ہیں کیونکر چھوڑ دیں اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوگی کہ جھوٹ پر اپنی زندگی کا مدار سمجھتے ہیں۔'' فرمایا ''مگر مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے''۔

آپؑ فرماتے ہیں ''یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیادار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں مگر مَیں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں۔'' آپ فرماتے ہیں ''مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں ایک لفظ بھی مجھے جھوٹ لکھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟'' (کبھی ہوسکتا ہے کہ سچ بولنے والے کو سزا دے؟) فرماتے ہیں ''اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں''۔ فرماتے ہیں ''اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ وہ سزا ان کی بعض اَور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے''۔ (اگر کسی جرم میں پھنس گئے اور سچ بولا اور سزا مل گئی۔ اس وقت نیکی کا ایک عارضی دَور آیا اور سچ بول دیا اور سزا مل گئی تو انسان یہ نہ سمجھے کہ یہ سزا مجھے اس وجہ سے ملی ہے۔ فرمایا یہ جو پہلے دوسری غلطیاں تھیں اور بدکاریاں تھیں ان کی وجہ سے سزا ملتی ہے) ''اور کسی اَور جھوٹ کی سزا ہوتی ہے''۔ فرماتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ کے پاس تو ان بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں''۔

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟، روحانی خزائن جلد20 صفحہ478 تا480۔ ایڈیشن2009ء مطبوعہ انگلستان)

سارا ریکارڈ جو ہمارے اعمال کا ہے اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے۔ لوگوں کے کمپیوٹر تو خراب ہو جاتے ہیں۔ ہیک (hack) ہو جاتے ہیں۔ سائبر اٹیک (cyber attack) ہو جاتے ہیں۔ سارا ڈیٹا (data) ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے پاس جو ریکارڈ ہے اس کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔ وہ سارا موجود ہے۔ انسان بعض حیلے بہانے کر کے دنیا کی سزا سے تو بچ سکتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے فرمایا کہ اپنے آپ کو مستقل نیکیوں کی عادت ڈالنی چاہئے اور نیکیوں پر دوام حاصل ہونا چاہئے۔ اور جب انسان استغفار کرے اور برائیوں سے بچنے کے لئے عہد کرے تو پھر ہمیشہ اس پر قائم رہنے کی کوشش کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ دنیادار کہتا ہے کہ کس طرح جھوٹ چھوڑیں۔ اس کے بغیر گزارہ نہیں۔ یہ صرف بہت بڑے مفاد کے حصول کے لئے نہیں ہے بلکہ دنیاداروں کی تو یہ حالت ہے کہ ہر معاملے میں چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ دنوں جو نیشنل جیوگرافک رسالہ آیا جھوٹ کے بارے میں مختلف مضامین تھے۔ اس میں ایک بڑا مضمون تھا اور یہ تحقیق تھی کہ ہم جھوٹ کیوں بولتے ہیں؟ اس نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ بظاہر کامیابیاں جھوٹ کی وجہ سے ہوتی ہیں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ کامیابیاں جھوٹ کی وجہ سے ہوتی ہیں اس نے بھی یہی لکھا ہے اور اس میں اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے کہ جھوٹ بولنا انسان کی فطرت ہے۔ حالانکہ یہ انسان کی فطرت نہیں بلکہ ماحول جھوٹا بناتا ہے اور کیونکہ ان لوگوں کے تو پھر اپنے دنیاوی مقاصد بھی ہوتے ہیں۔ اس طرح اسی مضمون میں اس نے جھوٹ بولنے کو ہوا دی ہے۔ justify کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ عادت بچپن سے ہی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ بچپن میں بھی ماحول ایسا ہوتا ہے جو عادت ڈالتا ہے۔ اور اب تو ان کا یہ حال ہے کہ بڑے فخر سے ان لوگوں کی تصویریں دی گئی ہیں جو جھوٹ بولنے کے مقابلوں میں حصہ لیتے ہیں۔ بڑے چیمپئن بنتے ہیں اور اس بات پر انعام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک انعام حاصل کرنے والے نے کہا کہ میری بعض کہانیاں جو میں بیان کرتا ہوں کچھ تو صحیح ہوتی ہیں لیکن ان کہانیوں میں بھی اگر جھوٹ کی ملمع سازی نہ ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تو لوگوں کے لئے میری باتیں انتہائی بورنگ (boring) ہو جائیں کوئی ان پہ توجہ نہ دے۔ اس لئے لوگوں کی توجہ کھینچنے کے لئے جھوٹ بولتا ہوں۔

پھر اسی مضمون میں بچوں سے لے کر سیاستدانوں اور مختلف پیشوں سے لے کر سائنسدانوں تک کی یہی باتیں ہیں کہ ان کی باتوں میں جھوٹ شامل ہوتا ہے اور اس معاشرے میں، ماحول میں اتنا جھوٹ ہے کہ ہر جگہ جھوٹ ہی جھوٹ نظر آئے گا اور ان کے خیال میں اس سے بچنے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ اس لئے مجبوری ہے کہ ہم جھوٹ بولیں۔

ہم لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا، مغربی قوموں کا سچائی کا معیار بہت اچھا ہے تو اس مضمون کو پڑھ کر لگتا ہے کہ ان کی ہر بات کی بنیاد جھوٹ پر ہے۔ انہوں نے پہلے جو ابتدائی سروے کیا اس سے پتا چلا کہ ہر شخص روزانہ تین چار جھوٹ بولتا ہے اور یہ سب جھوٹ جو مثلاً مختلف قسم کے جھوٹ ہیں، یہ جھوٹ اس لئے ہیں کہ کسی کی صحیح رہنمائی نہ کرو۔ کسی کی گائیڈنس کرنی ہے یا کسی کو رہنمائی دینی ہے تو صحیح نہ کرو۔ اس میں بھی جھوٹ بولا۔ کسی کو دھوکہ دینا ہے تو اس کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ پھر جو یہ ساری ریسرچ کی ہے اس میں جھوٹ بولنے کی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ پھر اور مختلف بہانے ہیں دھوکہ دینے کے لئے، اپنی کمزوریاں چھپانے کے لئے، اپنے بارے میں غلط تاثر قائم کروانے کے لئے، اپنی خود پسندی کے لئے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ یہ تو چھوٹے چھوٹے جھوٹ ہیں۔

بڑے جھوٹوں میں اُس نے ذکر کیا کہ خاوند اور بیوی اپنے تعلقات میں جو ایک دوسرے کے غیروں سے ہوتے ہیں ان کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ جب بیوی اور خاوند کی دوستیاں آزادی کی وجہ سے غلط رنگ میں ہو جاتی ہیں تو اس پہ جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ ایک آزاد معاشرے کی یہ بھی بڑی برائی ہے کہ اس طرح آزادانہ میل ملاپ کی وجہ سے غلط تعلقات قائم ہو جاتے ہیں اور پھر جب جھوٹ کا پول کھلتا ہے تو پھر لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر ان کی علیحدگیاں اور طلاقوں تک نوبت آ جاتی ہے۔

ہمارے ہاں بھی اگر آپ جائزہ لیں تو گھروں کی لڑائیاں، طلاق اور خلع کی نوبت اس لئے آتی ہے کہ جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے جبکہ اسی بنیادی نفسیات کو سمجھتے ہوئے ہمیں نکاح کے خطبے میں جن آیات کی تلاوت کرنے کا کہا گیا ہے اس میں یہ آیت بھی شامل ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا (الاحزاب:71)۔ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف اور سیدھی بات کیا کرو۔ اور پھر آگے فرمایا یُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (الاحزاب:72)۔ کہ اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے وہ بڑی کامیابی حاصل کرتا ہے۔ اب ایک اطاعت تو یہی ہے کہ جب آزادیاں ہوتی ہیں تو آزادی کے نام پر پردے ختم ہوتے ہیں اور جب پردے ختم ہوتے ہیں تو پھر شکوک پیدا ہوتے ہیں اور اس طرح پھر بداعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ پھر جھوٹ کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ ایک سلسلہ چل پڑتا ہے جو نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے یہاں میاں بیوی کے تعلق میں اس حد تک سچائی کی بات کی ہے کہ کوئی اینچ پینچ نہ ہو۔ سچائی کا اعلیٰ ترین معیار ہو۔ اور اس سے جہاں تمہارے تعلقات خوشگوار رہیں گے وہاں تمہارے بچے بھی بہت سے مسائل سے بچیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بھی معاف کرے گا اور فوزِ عظیم اور بڑی کامیابیاں بھی عطا کرے گا۔ پس یہ اسلام کا خوبصورت حکم ہے لیکن اس کے باوجود جو قول سدید سے کام نہیں لیتے تو وہ اپنے رشتے کو بگاڑتے ہیں۔ اپنے اعتماد کو جھوٹ کی وجہ سے قائم نہیں رکھتے۔ اس سے زیادہ بدقسمت اور کون ہوسکتا ہے۔ ہمارے ہاں بھی خلع اور طلاقوں کی شرح اس لئے بڑھ رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے دُوری ہے۔

یہ دنیادار جن کی کوئی رہنمائی نہیں ہے اس نے بھی میاں بیوی کا آپس میں ایک دوسرے کا جو جھوٹ بولنا ہے اس کو serious lie لکھا ہوا ہے۔ یہ بڑا جھوٹ ہے۔ بہت قابل فکر جھوٹ ہے۔ لیکن وہ جن کی رہنمائی ہے اگر وہ ایسا کریں گے تو اس سے بھی زیادہ serious ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ خوفناک صورت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ پھر ایسا کرنے والا اپنے گناہوں کی بخشش سے بھی محروم رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کامیابیوں کا وعدہ ہے اس سے بھی محروم رہے گا۔ پس یہ ان لوگوں کے لئے قابل فکر ہے جو ایسے رویّے رکھتے ہیں۔

اس نے یہ بھی اس میں لکھا ہے کہ لوگ عام طور پر اپنی غلطیاں چھپانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ زیادہ percentage ان کی بن رہی ہے جو لوگوں سے بچنے کے لئے، لوگوں کا سامنا کرنے سے بچنے کے لئے کہ ملنا نہیں چاہتے تو بیوی یا بچوں کو کہہ دیا کہ گھر پر نہیں ہے۔ بعض لوگ اپنے بچوں کو کہہ

دیتے ہیں کہ آنے والے کو یا فون کرنے والے کو کہہ دو کہ میرا باپ گھر پر نہیں ہے یا ماں گھر پر نہیں ہے۔ اس طرح وہ بچوں کو بھی جھوٹ کی عادت ڈال رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ فطرت نہیں ہے بلکہ بڑوں کے بعض عمل ہیں جو بچوں کو بھی جھوٹ کی طرف لے جاتے ہیں۔

پھر اس نے لکھا ہے کہ بغیر کسی مُحرّک کے عادتاً بھی لوگ جھوٹ بولتے ہیں اور عادت بھی اصل میں ماحول کی وجہ سے ہی پڑ رہی ہوتی ہے۔ پھر اس نے لکھا ہے کہ حقائق کو نظر انداز کرنے کے لئے بھی جھوٹ بولتے ہیں تا کہ صحیح باتیں نہ بتانی پڑیں۔ حقائق چھپانے پڑیں اس کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔

دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ اچھا بننے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ لطیفہ سنایا جس پر بڑا مذاق ہو رہا ہے۔ حالانکہ پاکیزہ صاف مذاق بھی ہو سکتا ہے۔

پھر خود پسندی کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ ذاتی مفادات کے علاوہ مالی منفعت کے لئے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ مالی منفعت حاصل کرنے کے لئے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ اس سروے نے ہر قسم کے جھوٹ بولنے والوں کی علیحدہ فیصد شرح نکالی ہوئی ہے۔ تو ان میں غلطیاں چھپانے والے، مالی منفعت والے اور جو دوسرے متفرق مفادات ہیں وہ حاصل کرنے کے لئے اور لوگوں سے بچنے کے لئے، نہ ملنے کے لئے جھوٹ بولے جاتے ہیں اور جب کوئی غلطی کرتا ہے تو پھر آدمی بچتا بھی ہے۔ تو ان کا سروے یہ کہتا ہے کہ سب سے زیادہ جھوٹ بولنے کی شرح ان چار چیزوں میں ہے۔ غلطیاں چھپانا، مالی منفعت، دوسرے مفادات اور لوگوں سے بچنا۔ (National Geographic June 2017 "why we lie" p: 36-51)

تو یہ تو ان لوگوں کا حال ہے جن کو ہمارے میں سے بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کا سچائی کا معیار ہمارے سے بہتر ہے۔ اگر یہ لوگ ہمارے لئے معیار ہیں تو پھر ایک مومن کہلانے والے کے لئے قابل فکر بات ہے۔ یہ لوگ تو ویسے ہی خدا تعالیٰ کو نہیں مانتے یا شرک کرنے والے ہیں لیکن ہم جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور دین کی تعلیم پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اگر سچائی سے ہٹیں گے تو وہ نہ صرف دین سے دُور ہٹتے ہیں بلکہ شرک کے بھی مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس ہمیں اپنی سچائی کے معیاروں کو پرکھنے کی ضرورت ہے۔ ان پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ گواہیوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ جھوٹی گواہیاں نہ دو۔ چنانچہ عباد الرحمن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ (الفرقان:73)۔ اور وہ لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ پس ہماری گواہیاں نہ مالی منفعت کے لئے یا مفادات کے لئے جھوٹی ہونی چاہئیں اور نہ کسی اور مقصد کے لئے یہ جھوٹی ہونی چاہئیں۔ کیونکہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ رحمان خدا کے بندے بنیں اور ایمان میں بڑھیں تو پھر ان جھوٹوں سے بچنا ہو گا بلکہ شیطان سے بچنے کے لئے بھی ضروری ہے اور چونکہ جھوٹ بولنے سے رحمان خدا سے قطع تعلقی ہو گی، اس سے تعلق ختم ہو گا اور جب خدا سے تعلق ختم ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا کہ پھر شیطان سے تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ شیطان کی پکڑ میں انسان آ جاتا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 12۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ہماری سچائی کے معیار کیا ہونے چاہئیں اور کس طرح ہم نے جھوٹ سے بچنا ہے؟ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''مجھے اس وقت اس نصیحت کی حاجت نہیں کہ تم خون نہ کرو کیونکہ بجز نہایت شریر آدمی کے کون ناحق کے خون کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔'' (کسی کا قتل کوئی نہیں کرتا۔) فرماتے ہیں ''مگر مَیں کہتا ہوں کہ ناانصافی پر ضد کر کے سچائی کا خون نہ کرو۔ حق کو قبول کر لو اگرچہ ایک بچّہ سے۔ اور اگر مخالف کی طرف حق پاؤ تو پھر فی الفور اپنی خشک منطق کو چھوڑ دو''۔ (اگر بچہ بھی کوئی سچی بات کر رہا ہے تو اس کو قبول کر لینا چاہئے۔ ضد نہیں کرنی چاہئے۔) فرمایا کہ ''سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی دو جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج:31) یعنی بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بت سے کم نہیں''۔ فرمایا کہ ''جو چیز قبلہ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے'' (جو سچائی سے تمہارا منہ پھیرتی ہے۔ سچائی سے دوسری طرف لے کر جاتی ہے) ''وہی تمہاری راہ میں بُت ہے۔ سچی گواہی دو اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو۔ چاہئے کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو''۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 550)۔ انصاف سے ہٹو گے تو جھوٹ بھی ہو گا۔

کسی عیسائی نے یہ اعتراض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین جگہ جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے اور اپنے دین کو چھپانے کے لئے قرآن میں صاف حکم دے دیا ہے کہ جھوٹ بولو۔ اور جبکہ انجیل میں یہ اجازت کسی قسم کی نہیں ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''واضح ہو کہ جس قدر راستی کے التزام کے لئے قرآن شریف میں تاکید ہے مَیں ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ انجیل میں اس کا عشر عشیر بھی تاکید ہو''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''قرآن شریف نے دروغگوئی کو بُت پرستی کے برابر ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج:31) یعنی بُتوں کی پلیدی اور جھوٹ کی پلیدی سے پرہیز کرو۔ اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (النساء:136)۔ .... یعنی اے ایمان والو انصاف اور راستی پر قائم ہو جاؤ اور سچی گواہیوں کو لِلّٰہ ادا کرو'' (اللہ کے لئے ادا کرو) ''اگرچہ تمہاری جانوں پر ان کا ضرر پہنچے یا تمہارے ماں باپ اور تمہارے اقارب ان گواہیوں سے نقصان اٹھاویں''۔

(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 403-402)

پس یہ معیار ہے سچائی کا۔ بیشک یہ انصاف کا بھی معیار ہے۔ لیکن انصاف قائم نہیں ہوتا اس وقت تک جب تک سچائی نہ ہو۔ پس یہ معیار ہیں جو ایک مومن کے لئے ضروری ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ نے عدل کے بارے میں جو بغیر سچائی پر پورا قدم مارنے کے حاصل نہیں ہو سکتی، فرمایا ہے۔ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۔ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۔ (المائدہ۔9) یعنی دشمن قوموں کی دشمنی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو''۔ فرمایا کہ ''انصاف پر قائم رہو کہ تقویٰ اسی میں ہے''۔ فرماتے ہیں ''اب آپ کو معلوم ہے کہ جو قومیں ناحق ستاویں اور دکھ دیویں اور خونریزیاں کریں اور تعاقب کریں اور بچوں اور عورتوں کو قتل کریں جیسا کہ مکّہ والے کافروں نے کیا تھا۔ پھر لڑائیوں سے باز نہ آویں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات میں انصاف کے ساتھ برتاؤ کس قدر مشکل ہوتا ہے۔ مگر قرآنی تعلیم نے ایسے جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کیا اور انصاف اور راستی کے لئے وصیت کی......... ''۔ فرماتے ہیں ''مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ دشمن سے مدارات سے پیش آنا آسان ہے مگر دشمن کے حقوق کی حفاظت کرنا اور مقدمات میں عدل اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا یہ بہت مشکل اور فقط جوانمردوں کا کام ہے''۔ آپ فرماتے ہیں ''اکثر لوگ اپنے شریک دشمنوں سے محبت تو کرتے ہیں اور میٹھی میٹھی باتوں سے پیش آتے ہیں مگر ان کے حقوق دبا لیتے ہیں۔'' (حق دبانے کے لئے جھوٹ بول جاتے ہیں۔ انصاف سے کام نہیں لیتے۔ جھوٹ بولتے ہیں۔) فرماتے ہیں ''ایک بھائی دوسرے بھائی سے محبت کرتا ہے اور محبت کے پردہ میں دھوکا دے کر اس کے حقوق دبا لیتا ہے''۔ پھر آپ نے اس کی مثال دی فرمایا ''مثلاً اگر زمیندار ہے تو چالاکی سے اس کا نام کاغذات بندوبست میں نہیں لکھواتا۔'' (جو کاغذات ہوتے ہیں، سرکاری رجسٹریاں وہاں نام نہیں لکھواتا) ''اور یوں اتنی محبت کہ اس پر قربان ہوا جاتا ہے۔'' (بہت سارے کیس ایسے آتے ہیں۔ جھوٹے طور پر بعض رشتہ دار عزیز اپنے رشتہ داروں کی جائیدادوں کے کاغذات بدلوا لیتے ہیں یا نام نہیں لکھواتے یا صحیح طرح گواہی نہیں دیتے اور ان کو مالی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔) آپ فرماتے ہیں کہ ''پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں محبت کا ذکر نہ کیا بلکہ معیار محبت کا ذکر کیا۔ کیونکہ جو شخص اپنے جانی دشمن سے عدل کرے گا اور سچائی اور انصاف سے درگزر نہیں کرے گا وہی ہے جو سچی محبت بھی کرتا ہے۔'' (نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 410-409)

پس یہ معیار ہے کہ صرف عارضی مفادات کے لئے نہیں، عام روزمرہ کے معاشرتی معاملات تک ہی نہیں بلکہ ایک مومن کے سچائی کے معیار وہ ہوں کہ ایک دشمن کو بھی نقصان پہنچانے کے لئے جھوٹ نہیں بولنا۔ جب دشمن سے سچائی کے یہ معیار ہوں گے تو پھر آپس کے تعلقات میں بھی سچائی کے معیار بڑھنے کی وجہ سے محبت کے معیار بڑھیں گے اور محبت میں جھوٹ نہیں ہوتا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی سے محبت بھی ہو اور پھر جھوٹ بھی بولا جائے کیونکہ محبت بے اختیار ہوتی ہے۔ پس یہ وہ معیار ہیں جو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پھر جب سچائی کے ایسے معیار ہوں گے تو پھر ایک بھائی کو انسان کسی بھی قسم کا دھوکہ نہیں دے سکتا۔

سچائی کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''حرام خوری اس قدر نقصان نہیں پہنچاتی جیسے قَولِ زُور''، (جھوٹی بات)۔ ''اس سے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ حرام خوری اچھی چیز ہے۔ یہ سخت غلطی ہے اگر کوئی ایسا سمجھے'' (تو غلط ہے)۔ فرماتے ہیں کہ ''میرا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص جو اضطراراً سؤر کھا لے تو یہ امر دیگر ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی زبان سے خنزیر کا فتوی دے دے تو وہ اسلام سے دُور نکل جاتا ہے''۔ (اضطراری طور پر سؤر کا گوشت کھانے کی اجازت ہے۔ بھوکا مر رہا ہے تو کھا لے اور چیز ہے۔ لیکن زبان سے فتویٰ دے دینا کہ سؤر کھانا جائز ہے یہ جو ہے انسان کو اسلام سے دور کر دیتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس طرح انسان) ''اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال ٹھہراتا ہے''۔ پھر فرماتے ہیں ''غرض اس سے معلوم ہوا کہ زبان کا زیان خطرناک ہے۔ اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے۔ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو۔ پس تم اپنی زبان پر حکومت کرو، نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اَناپ شناپ بولتے رہو۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 423۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

انسان کو اپنی زبان پر کنٹرول ہونا چاہئے۔ یہ زبان پر حکومت ہے۔ نہ یہ کہ جو زبان میں آئے انسان نے بول دیا۔ اس سے پھر جھوٹ سچ ہر بات نکلتی جاتی ہے اور پھر فتنہ اور فساد پیدا ہوتے ہیں۔ پس ہر وقت یہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہماری زبان ہمیشہ سچائی کے اس معیار پر قائم ہو جو نہ صرف یہ ہے کہ شرک سے محفوظ رکھنے والی ہو بلکہ تقویٰ کے معیاروں کو بھی حاصل کرنے والی ہو۔ اس سے محفوظ رہے۔

جھوٹ میں ملوّث لوگوں کی مختلف حالتیں جو میں نے اس مضمون کے حوالے سے بیان کی تھیں انہیں سامنے رکھ کر ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا کسی قسم کے جھوٹ میں ہم ملوّث تو نہیں۔ اگر ہیں تو کس طرح اس سے نجات حاصل کرنی ہے۔ نجات حاصل کرنے کا ذریعہ تو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات کو سمجھنے کی توفیق دے اور بلکہ سچائی سے بڑھ کر آگے قول سدید پر قائم ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر ایک اہم نیکی جو مومن کا خُلق ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے وہ عاجزی اور تکبر سے دُوری ہے۔ چنانچہ ایک جگہ تکبر کرنے والے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (لقمان:19) کہ اور نخوت سے انسانوں کے لئے اپنے گالوں کو نہ پھلاؤ اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھرا کرو۔ اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے اور فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس مضمون کو بڑی جگہ بیان فرمایا ہے۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''ایسے لوگ ہیں جو انبیاء علیہم السلام سے حالانکہ کروڑوں حصہ نیچے کے درجہ میں ہوتے ہیں'' (ان کا کوئی مقابلہ ہی نہیں انبیاء کے ساتھ۔) کہتے ہیں ''جو دو دن نماز پڑھ کر تکبر کرنے لگتے ہیں۔ اور ایسا ہی روزہ اور حج سے بجائے تزکیہ کے ان میں تکبر اور نمود پیدا ہوتی ہے۔'' (آجکل بھی، رمضان میں بھی بعض لوگ عبادت کرتے ہیں۔ ذرا موقع مل جاتا ہے یا کوئی سچی خوابیں آ جائیں تو اس کی وجہ سے بے انتہا فخر ہو جاتا ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ استغفار کرنی چاہئے۔) آپ فرماتے ہیں کہ: ''یاد رکھو تکبر شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے۔ جب تک انسان اس سے دُور نہ ہو یہ قبول حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک ہو جاتا ہے۔ کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہئے۔ نہ علم کے لحاظ سے۔ نہ دولت کے لحاظ سے۔ نہ وجاہت کے لحاظ سے۔ نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے کیونکہ زیادہ تر انہی باتوں سے یہ تکبر پیدا ہوتا ہے اور جب تک انسان ان گھمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک صاف نہ کرے گا اس وقت تک وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہو سکتا اور وہ معرفت جو جذبات کے موادِ ردّیہ کو جلا دیتی ہے اس کو عطا نہیں ہوتی''۔ جذبات کے جو ردّ کرنے والے چیزیں ہیں جذبات ہیں جو جو غلط قسم کے جذبات ہیں ان کو ختم کرنے کے لئے جو معرفت مل سکتی ہے وہ معرفت اس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک انسان تکبر سے نہ بچے اور عاجزی اختیار نہ کرے۔ فرمایا ''کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ شیطان نے بھی تکبر کیا تھا اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا اور کہہ دیا أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ (الاعراف13) (پھر) اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کے حضور سے مردود ہو گیا۔ اور آدم لغزش پر (چونکہ اسے معرفت دی گئی تھی اس کو معرفت ملی تھی) اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خدا تعالیٰ کے فضل کا وارث ہوا۔ وہ جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اس لئے دعا کی۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (الاعراف24)''

یہ دعا پڑھنے کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو نصیحت فرمائی ہے۔ یہ دعا پڑھتے رہنا چاہئے۔ آجکل بھی آخری عشرے سے گزر رہے ہیں، آگ سے بچنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے کے لئے، ان دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔

آپ فرماتے ہیں: ''یہی وہ سرّ ہے'' یہ راز ہے ''جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہا گیا کہ اے نیک استاد! تو انہوں نے کہا کہ تُو مجھے نیک کیوں کہتا ہے''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''آجکل کے نادان عیسائی تو یہ کہتے ہیں کہ ان کا مطلب اس فقرہ سے یہ تھا کہ تُو مجھے خدا کیوں نہیں کہتا؟ حالانکہ حضرت مسیح نے بہت ہی لطیف بات کہی تھی جو انبیاء علیہم السلام کی فطرت کا خاصہ ہے۔ وہ جانتے تھے کہ حقیقی نیکی جو خدا تعالیٰ سے ہی آتی ہے۔ وہی اس کا چشمہ ہے اور وہیں سے وہ اترتی ہے۔ وہ جس کو چاہے عطا کرے اور جب چاہے سلب کر لے۔ مگر ان نادانوں نے ایک عمدہ اور قابل قدر بات کو معیوب بنا دیا اور حضرت عیسیٰ کو متکبر ثابت کیا حالانکہ وہ ایک منکسر المزاج انسان تھے''۔

پھر پاک ہونے کا ایک طریق بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں: ''میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں ہے کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے''۔ (پاک ہونا ہے تو کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرو) ''نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دور کر دے۔''

پھر آپ فرماتے ہیں: ''پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشیٔ محض سمجھے اور آستانۂ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے اور اس نورِ معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے۔'' (اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو جائے، دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھنے لگے، ایک خاص قسم کی دل میں تسکین پیدا ہو جائے تو پھر اس پر تکبر اور ناز نہ کرو) ''بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اَور بھی ترقی ہو''۔ (اس تعلق کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے مزید انکسار میں بڑھو) ''کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشیٔ سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 275 تا 277۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تکبر دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ہر خُلق کو انسان اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے۔ ہر اچھی بات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے۔ اس کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''درحقیقت یہ گند جو نفس کے جذبات کا ہے اور بداخلاقی، کبر، ریا وغیرہ صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اس پر موت نہیں آتی جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو اور یہ موادِ ردّیہ جل نہیں سکتے جب تک معرفت کی آگ ان کو نہ جلائے۔ جس میں یہ معرفت کی آگ پیدا ہو جاتی ہے وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے پاک ہونے لگتا ہے اور بڑا ہو کر بھی اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے اور اپنی ہستی کو کچھ حقیقت نہیں پاتا۔ وہ اس نور اور روشنی کو جو انوار معرفت سے اسے ملتی ہے اپنی کسی قابلیت اور خوبی کا نتیجہ نہیں مانتا اور نہ اسے اپنے نفس کی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ وہ اسے خدا تعالیٰ ہی کا فضل اور رحم یقین کرتا ہے۔ جیسے ایک دیوار پر آفتاب کی روشنی اور دھوپ پڑ کر اسے منور کر دیتی ہے لیکن دیوار اپنا کوئی فخر نہیں کر سکتی'' (سورج کی روشنی دیوار پر پڑتی ہے اور وہ روشن ہو جاتی ہے تو دیوار کو اس پر کوئی فخر نہیں) ''کہ یہ روشنی میری قابلیت کی وجہ سے ہے''۔ فرماتے ہیں ''یہ ایک دوسری بات ہے کہ جس قدر وہ دیوار صاف ہو گی اسی قدر روشنی زیادہ صاف ہو گی''۔ (دیوار صاف اور چمکیلی ہو تو روشنی زیادہ چمک کے ظاہر ہو گی۔) ''لیکن کسی حال میں دیوار کی ذاتی قابلیت اس روشنی کے لئے کوئی نہیں بلکہ اس کا فخر آفتاب کو ہے اور ایسا ہی وہ آفتاب کو یہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ تُو اس روشنی کو اٹھا لے''۔ فرماتے ہیں کہ ''اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے نفوس صافیہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فیضان اور فیوض سے معرفت کے انوار اُن پر پڑتے ہیں اور ان کو روشن کر دیتے ہیں۔ اسی لئے وہ ذاتی طور پر کوئی دعویٰ نہیں کرتے بلکہ ہر ایک فیض کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہی سچ بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اعمال سے داخل جنت ہوں گے؟ تو یہی فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ (بلکہ) خدا تعالیٰ کے فضل سے۔'' فرمایا کہ ''انبیاء علیہم السلام کبھی کسی قوت اور طاقت کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے۔ وہ خدا ہی سے پاتے ہیں اور اسی کا نام لیتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 275-274۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس انبیاء جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں ان کا یہ حال ہے تو ایک عام انسان کو کتنی عاجزی دکھانی چاہئے اور کتنا اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر شکرگزار ہوتے ہوئے مزید جھکتے چلے جانا چاہئے۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تکبّر انسان میں روحانی موت لاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے انسان دور ہو جاتا ہے، اس بات کو بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

’’اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔ وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اس پر رحم کرتا ہے اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور مُرسَلوں کو بھیجتا ہے تا وہ اہل دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دیں۔ مگر تکبر بہت خطرناک بیماری ہے۔ جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اس کے لئے روحانی موت ہے‘۔ فرمایا کہ ’’مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ متکبر شیطان کا بھائی ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ تکبر نے ہی شیطان کو ذلیل و خوار کیا۔ اس لئے مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصّہ ہوتا ہے۔ ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا۔ آپ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپ کا کیا معاملہ ہے؟‘‘ (خادم سے پوچھا کس طرح آپؐ تمہارے ساتھ سلوک کرتے ہیں) ’’اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 101۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

جماعت کو اس بارے میں نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ

’’عام طور پر تکبر دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ علماء اپنے علم کی شیخی اور تکبر میں گرفتار ہیں۔ فقراء کو دیکھو تو ان کی بھی حالت اَور ہی قسم کی ہو رہی ہے۔ ان کو اصلاح نفس سے کوئی کام ہی نہیں رہا‘‘۔ (ہر ایک تکبر میں مبتلا ہے۔ اپنی اصلاح کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں)۔ فرماتے ہیں ’’ان کی غرض و غایت صرف جسم تک محدود ہے۔ اس لئے ان کے مجاہدے اور ریاضتیں بھی کچھ اَور ہی قسم کی ہیں جیسے ذکرِ اَرّہ وغیرہ۔ جن کا چشمۂ نبوت سے پتا نہیں چلتا‘‘۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تو ہمیں ایسے ذکروں اور مجاہدوں کا پتا نہیں لگتا۔) فرماتے ہیں کہ ’’میں دیکھتا ہوں کہ دل کو پاک کرنے کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں۔ صرف جسم ہی جسم باقی رہا ہوا ہے جس میں روحانیت کا کوئی نام و نشان نہیں۔ یہ مجاہدے دل کو پاک نہیں کر سکتے اور نہ کوئی حقیقی نور معرفت کا بخش سکتے ہیں۔ پس یہ زمانہ اب بالکل خالی ہے۔ نبوی طریق جیسا کہ کرنے کا تھا وہ بالکل ترک کر دیا گیا ہے اور اس کو بھلا دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ عہدِ نبوت پھر آ جاوے اور تقویٰ اور طہارت پھر قائم ہو اور اس کو اس نے اس جماعت کے ذریعہ چاہا ہے‘‘۔ (اللہ تعالیٰ یہ ساری نیکیاں تقویٰ پیدا کرنا، ایمان مضبوط کرنا اس جماعت کے ذریعہ چاہتا ہے۔) آپ فرماتے ہیں ’’پس فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف تم توجہ کرو‘‘۔ (جب اللہ تعالیٰ جماعت سے چاہتا ہے تو افراد جماعت جو ہیں وہ حقیقی اصلاح کی طرف توجہ کریں۔) آپ فرماتے ہیں ’’حقیقی اصلاح کی طرف تم توجہ کرو۔ اسی طرح پر جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا طریق بتایا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 278۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت اور آپ کے بتائے ہوئے طریق پر چلتے ہوئے تمام برائیوں سے بچنے اور تمام اعلیٰ اخلاق کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری سچائیوں کے بھی وہ معیار ہوں جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والے ہوں اور ہماری عاجزی کے بھی وہ معیار ہوں جو خدا تعالیٰ کو پسند آئیں۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ایسے افراد بنیں جیسا کہ وہ ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔

بقیہ جلسہ سالانہ لائبیریا

از صفحہ 20

(Massaqoui) صاحب نے چند روائتی افریقن ترانے پیش کئے۔ بعد ازاں مکرم منصور احمد ناصر صاحب نیشنل جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ لائبیریا نے دورانِ سال لائبیریا جماعت پر ہونے والے افضال اور ترقیات پر مشتمل رپورٹ پیش کی۔ جس کے بعد محترم امیر و مشنری انچارج لائبیریا مولانا نوید احمد عادل صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا۔ اس موقع پر آپ نے اسلام دشمن طاقتوں کی خطرناک سرگرمیوں کا ذکر کیا اور آج کل دنیا کے اور خصوصاً مسلمان ممالک کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے احبابِ جماعت کو کثرت کے ساتھ دعاؤں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا پختہ تعلق پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور آخر پر دعا کروائی۔

دعا کے بعد خدام، اطفال، لجنہ و ناصرات نے باری باری خوبصورت نظموں اور ترانوں سے جلسہ کے ماحول میں ایک نئی لہر دوڑا دی اور پورا جلسہ نعرہ ہائے تکبیر اللہ اکبر اور لاالٰہ الّا اللہ کی صداؤں سے گونج اٹھا۔

نمازوں کی ادائیگی اور کھانے کے بعد خدا تعالیٰ کی خاص عنایات اور برکتوں اور رحمتوں کو سمیٹتے ہوئے یہ تین دن کا روحانی سفر اپنے اختتام کو پہنچا اور لائبیریا کے طول وعرض سے آنے والے مسیحِ محمدی کے یہ پیارے مہمان جلسہ کی برکتوں اور رونقوں کو سمیٹتے ہوئے ہم سے جدا ہوئے اور قافلہ در قافلہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

امسال جلسہ سالانہ کے موقع پر تصویری نمائش میں نمایاں اضافہ کیا گیا اور لائبیریا میں جماعت احمدیہ کی تاریخ کے حوالہ سے کئی نئی تصاویر کا اضافہ کیا گیا نیز اس میں ویڈیو نمائش کا بھی اضافہ کیا گیا جو احباب کی خاص توجہ کا مرکز رہی۔ اس کے علاوہ پہلی مرتبہ شعبہ وقفِ نو اور شعبہ وصیت اور مجلس خدام الاحمدیہ نے اپنے علیحدہ علیحدہ دفاتر کا بھی انتظام کیا۔ اسی طرح امسال پہلی مرتبہ پنڈال کی بجائے سکول کے مختلف کمروں میں جلسہ کے مہمانوں کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔

امسال الحمدللہ جلسہ سالانہ میں لائبیریا کی سات کاؤنٹیز سے کل 937 افرادِ جماعت شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ ساٹھ سے زائد غیر احمدی اور غیر مسلم مہمان بھی شامل ہوئے۔ جن میں مختلف چیفس، امام، سکولوں کے اساتذہ اور پولیس کے آفیسر بھی شامل تھے۔

جلسہ سالانہ کے حوالہ سے حضورِ انور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارسال فرمودہ خصوصی انگریزی پیغام کا اردو میں خلاصہ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:

....

حضور انور ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام

حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے پیغام میں فرمایا کہ مجھے جلسہ سالانہ لائبیریا 2017ء کے انعقاد کی اطلاع پر بہت خوشی ہوئی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور شرکاء جلسہ کو روحانی فوائد سے مالا مال کرے۔

حضور انور نے شرکاء جلسہ کو جلسہ سالانہ کے مقاصد سے روشناس کرتے ہوئے فرمایا کہ اس جلسہ میں شرکت کا مقصد خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا، اپنے دینی علم میں اضافہ کرنا اور اپنی زندگیوں میں روحانی انقلاب پیدا کرنا ہے جس کے نتیجہ میں ہم اس فانی دنیا اور اس کے مال و اسباب سے دل نہ لگائیں۔ اسی طرح اس جلسہ کا مقصد باہمی اخوّت پیدا کرنا بھی ہے تا کہ باہمی محبت اور پیار کے ساتھ ہم سب اپنی خداداد صلاحیتوں کو اپنے عظیم مقصد کے حصول کے لئے صرف کرسکیں۔ اور یہ عظیم مقصد ہے دنیا کے کناروں تک اسلام کے پیغام کو پہنچانا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان تین دنوں میں نماز باجماعت کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل بھی ادا کریں اور ذکرِ الٰہی سے اپنی زبانیں تر رکھیں۔ اپنے خیالات کو پاکیزہ رکھتے ہوئے توجہ الی اللہ پر زور دیں۔ نتیجۃً آپ ہر برائی سے بچائے جائیں گے۔ یہی عبادت کا مقصد ہے۔

توجہ الی اللہ کے نتیجہ میں نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اگر کوئی باقاعدہ عبادات بجا لا رہا ہو تو اُس کی توجہ ذکرِ الٰہی کی طرف مبذول ہوتی ہے۔ اس لئے آپ کو اپنی روزانہ پنجوقتہ نمازیں باجماعت ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی روحانیت میں اضافہ کے لئے کوشش کرتے رہنا چاہیئے تا کہ اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق پیدا ہو جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو اُن مقاصدِ عالیہ کو بھی سامنے رکھنا چاہیئے جن کو پورا کرنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس جماعت کی بنیاد رکھی ہے۔ پس آپ کو شرائط بیعت کو سامنے رکھنے کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ کیونکہ شرائط بیعت کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار میں خصوصیت سے یہ فرمایا ہے کہ بیعت کا نظام ایک ایسی جماعت کے قیام کے لئے جاری کیا گیا ہے جس میں متّقی اکٹھے ہو جائیں۔ تا کہ ان لوگوں کا اجتماعی تقویٰ دنیا پر اپنا اثر پیدا کر سکے۔ ان متّقیوں کے گروہ کا اتّحاد رحمت اور اسلام کے لئے مثبت تبدیلیاں پیدا کرنے کا ذریعہ بنے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے پیغام میں احمدیوں پر زور دیا کہ وہ اپنے ملک کے اچھے شہری بھی بنیں کیونکہ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادی تعلیمات کا حصہ ہے کہ اپنے ملک اور اپنی قوم کے لئے محبت کا اظہار کرو۔ آپؐ نے ہمیں یہی سکھایا ہے کہ وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے احمدیوں کو دعوتِ الی اللہ کے حوالہ سے اُن کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی اور کہا کہ احمدیت کی پُرامن تعلیمات کو لائبیریا میں پھیلانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کو دیکھنے اور اس سے استفادہ کرنے کی بھی خصوصی تلقین فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا کہ ایسا کرنے سے اُن کا خلافت احمدیہ سے رشتہ مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔ کیونکہ آئندہ اسلام کی فتح اور امن کے قیام کا بہت زیادہ دارومدار خلافت احمدیہ کے قیام اور اس کی مضبوطی سے منسلک ہے۔

آخر میں حضور انور نے شرکائے جلسہ کی روحانی اور جسمانی ترقیات کے لئے دعا کی۔

اعتذار و تصحیح

1۔ الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ 23و30 جون 2017ء میں ایک مضمون بعنوان ’’جامعہ احمدیہ جرمنی میں مکرم ڈاکٹر محمد محمود الحسن نوری صاحب کا طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ کے حوالہ سے ایک نہایت معلوماتی، دلچسپ اور خلافت احمدیہ کے فیوض و برکات کے تذکرہ پر مشتمل ایمان افروز خطاب‘‘ شائع ہوا ہے۔

براہِ کرم نوٹ فرمالیں کہ مکرم ڈاکٹر صاحب کا نام سہواً غلط لکھا گیا ہے۔ آپ کا نام ’’محمد مسعود الحسن نوری‘‘ ہے۔

2۔ الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ 23 جون 2017ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ جرمنی کی رپورٹ کی آخری قسط بابت 24 اپریل 2017ء شامل اشاعت ہے۔ اس قسط کے اختتام سے قبل قافلہ کے اراکین کے اسماء درج ہیں۔ اس فہرست میں نمبر 4 پر مکرم میجر محمود احمد صاحب کا نام درج ہے جس کے آگے نائب افسر حفاظت خاص لکھا گیا ہے۔ مکرم میجر صاحب افسر حفاظتِ خاص ہیں۔

ادارہ الفضل انٹرنیشنل مذکورہ بالا دونوں غلطیوں پر معذرت خواہ ہے۔ ’انٹرنیٹ ایڈیشن‘ میں اس کی درستی کردی گئی ہے۔ احباب بھی اس کی درستی فرما لیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(مدیر)

قائم شدہ 1952ء

خداکے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

تقریر جلسہ سالانہ یوکے 2016ء

شہدائے احمدیت کی ایمان افروز داستانیں

(ڈاکٹر عبدالخالق خالد)

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُم مَّن یَّنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِیْلاً ۔(سورۃ الاحزاب : 24) ترجمہ: مومنوں میں سے ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ پس ان میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی منّت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہے جو ابھی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے ہرگز اپنے طرزِ عمل میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

....

گلشن احمد کو مہکاتی ہے خوشبوئے شہید
اُٹھ رہی ہے رشک سے ہر اک نظر سوئے شہید
کاش مل جائے سبھی کو خوبی خوئے شہید
چاند سے بڑھ کے ہے روشن ایک اک رُوئے شہید

....

شہدائے احمدیت کی ایمان افروز داستانوں کا یہ سلسلہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ لسلام کے بابرکت زمانہ سے شروع ہوتا ہے ۔ ہماری جماعت میں شہادتوں کا یہ سلسلہ حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی قربانیوں اور راہ مولیٰ میں جان کے نذرانے پیش کرنے کے پاک نمونوں کی متابعت میں ہے ۔جن کا ظہور قرآنی پیشگوئی وَ آخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْابِهِمْ کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں مقدر تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں ہی سرزمین کابل پر حضرت مولوی عبدالرحمن رضؓ صاحب اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف رضؓ شہید کو راہ مولیٰ میں قربان کر دیا گیا۔قربانی کا یہ سلسلہ جاری و ساری ہے ۔ جانثار ان احمدیت نے اپنے خون سے گلستان احمدیت کی آبیاری کی۔ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اپنے مولیٰ کے ساتھ باندھے عہد پورے کیے۔ افغانستان، ہندوستان، پاکستان، انڈونیشیا، بنگلہ دیش اور دیگر ممالک میں احمدیوں نے احیاء اسلام کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ ابتلاؤں اور آزمائشوں کے ہر دور میں جماعت مومنین نے ثبات قدم کے ساتھ یہ کہتے ہوئے قربانیاں پیش کیں۔ جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں۔ اور ایمان افروز داستانیں رقم کیں۔

ان شہداء میں وہ مبلغین واقفین زندگی بھی شامل ہیں جو گھروں سے بے سروسامانی میں تبلیغِ اسلام کے لئے نکلے اور پھر واپس لوٹ کر نہ آئے اور ان ملکوں میں مدفون ہوگئے اور ان کی قبریں آج ہم کو ان ملکوں میں دعوت تبلیغ اسلام دے رہی ہیں۔

اور ڈاکٹر شہداء بھی ہیں جو بلا امتیاز مذہب وملّت انسانیت کی خدمت بجالانے والے تھے اور جن کی شہادتوں پر غیروں نے بھی سسکیاں اور آہیں بھرتے ہوئے کہا کہ ظالموں نے ہمیں یتیم کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانیں قربان کرنے کی سب سے زیادہ توفیق پاکستان کے احمدیوں کو نصیب ہوئی ۔ لاہور، کراچی اور پاکستان کے بیشتر اضلاع اور ان کے گلی کوچوں میں معصوم ، بے گناہ احمدیوں کا خون بہایا جارہا ہے ۔حال ہی میں اٹک میں شہید ہونے والے ڈاکٹر حمید احمد صاحب نے اپنی زندگی میں کیا خوب کہا۔

کِسی مومن کی جب شہادت ہوتی ہے
اک دائمی زندگی کی ولادت ہوتی ہے
کبھی ملتی نہیں عام لوگوں کو وہ
شہید کو نصیب جو سعادت ہوتی ہے

حضرت خالد بن ولید رضؓ جنہیں دربارِ نبوی سے ''سیف اللہ'' کا لقب ملا۔انہوں نے سوا سولڑائیوں میں اپنی تلوار کے جوہر دکھائے۔زندگی کے آخری ایام میں بستر مرگ پر پڑے رو رہے تھے۔کسی نے پوچھا خالد تم تو اللہ کی تلوار تھے اور بہادر سپہ سالار۔ اب چارپائی پر لیٹے موت کے خوف سے رو رہے ہو۔خالد نے انہیں پاس بلایا۔ اپنے جسم سے کپڑا اٹھایا اور کہا دیکھو خالد نے راہ خدا میں جسم کے انگ انگ پر زخم کھائے اور ہمیشہ بے جگری سے لڑا اور غازی لوٹا لیکن وائے حسرت کہ مجھے شہادت نصیب نہیں ہوئی۔ یہ اس حسرت کے آنسو ہیں ورنہ موت سے نہ میں پہلے کبھی ڈرتا تھا اور نہ اب ڈرتا ہوں۔

شہادتیں مقدر سے ملا کرتی ہیں ۔وہ اچانک راتوں رات شہداء کی صف میں شامل نہیں ہوتے بلکہ ان کے اعمال صالحہ متقاضی ہوتے ہیں کہ وہ انعام یافتہ گروہ میں شامل کئے جائیں۔ سو خدا نے انہیں چُن لیا اور ایک دن منصب شہادت پر لے گیا۔

....

شہدائے احمدیت کی طویل ایمان افروز اور دلگداز داستانوں میں سے وقت کی رعایت سے چند جھلکیاں ہی پیش کرسکوں گا۔

1۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید۔ ملک افغانستان کے علاقہ خوست کے نہایت ذی عزّت عالِم تھے ۔سیّد علی ہجویری عرف داتا گنج بخش کی اولاد میں سے تھے ،رؤسا کے خاندان میں سے تھے ۔لاکھوں روپے کی جائیداد کے مالک تھے ۔امیر حبیب اللہ والی کابل کی تاجپوشی کی رسم انہوں نے ادا کی۔1893ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' ملی۔ اپنے دوشاگردوں حضرت مولوی عبدالرحمان رضؓ صاحب اور حضرت مولوی عبدالجلیل رضؓ صاحب کو قادیان تحقیق حق کی غرض سے بھجوایا۔ 1902ء میں قادیان تشریف لائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور جیسا ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوتا ہے ایسا ہی میں نے ان کو اپنی محبت میں بھرا ہوا پایا۔ اور جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا۔

پھر فرماتے ہیں: ''اس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر مَیں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو۔''

کئی ماہ بعد جب قادیان سے روانہ ہونے لگے تو حضور انہیں الوداع کہنے کے لئے قادیان سے ڈیڑھ میل تک باہر تشریف لائے ۔ جب رخصت ہونے لگے تو شہید مرحوم حضور کے قدموں میں گر گئے اور دونوں ہاتھوں سے حضور کے پاؤں تھام لئے اور کہا حضور میرے لئے دُعا کریں۔حضور نے فرمایا میں دُعا کرتا ہوں۔آپ پاؤں چھوڑ دیں۔لیکن وہ عاشق پاؤں سے چمٹا رہا۔تب حضورؑ نے فرمایا اَلْاَمْرُ فَوْقُ الْاَدَبْ ۔ مَیں حکم دیتا ہوں آپ پاؤں چھوڑ دیں چنانچہ شہید مرحوم نے پاؤں چھوڑ دیئے۔

عبدالواحد پٹھان بیان کرتے ہیں کہ قادیان کے قیام کے دوران صاحبزادہ صاحب نے فرمایا بار بار الہام ہوا ہے کہ سردہ، سردہ، سردہ۔(یعنی سر دیدے)۔

(اصحاب احمد جلد دہم: صفحہ 256)

احمد نور کابلی بیان کرتے ہیں کہ قادیان سے واپسی پر ایک دن خوست میں سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ہم ساتھ تھے۔صاحبزادہ صاحب نے اپنے ہاتھوں کو دیکھ کر کہا ''تم ہتھکڑیوں کی طاقت رکھتے ہو؟'' اور پھر مجھے مخاطب ہوکر فرمایا ''میں جب مارا جاؤں تو میرے مرنے کی خبر مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کر دینا۔''

(شہید مرحوم مصنفہ احمد نور کابلی: صفحہ 15)

پیشتر اس کے کہ کابل سے آپ کی گرفتاری کا حکم خوست میں آتا۔ آپ کے ارادتمندوں نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ جائیں گے۔ آپ اپنے اہل وعیال کے ساتھ بنّوں چلے جائیں۔لیکن آپ نے فرمایا میں نہیں جاؤں گا۔ جب گرفتار کر کے آپ کو خوست کی چھاؤنی میں رکھا گیا تو بھی آپ کے مریدوں نے کہا ہم آپ کو اور آپ کے اہل و عیال کو لے جائیں گے۔ یہ لوگ جو حکومت کابل کی طرف سے آئے ہیں ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتے۔لیکن آپ نے اس موقع پر فرمایا: ''مجھے اُمید ہے خدا تعالیٰ مجھ سے دین کی خدمت ضرور لے گا۔ تم کوئی منصوبہ نہ باندھنا''۔

(شہید مرحوم کے چشم دید واقعات مصنفہ احمد نور کابلی: صفحہ 17)

خوست سے آپ کو کابل لے جایا گیا اور قید خانہ میں نظر بند کر دیا گیا۔ ایک من چوبیس سیر وزنی زنجیر جو گردن سے کمر تک گھیر لیتی تھی جس میں ہتھکڑی بھی شامل تھی لگادی گئی۔ پاؤں میں آٹھ سیر وزنی بیڑیاں ڈال دیں۔

(تذکرۃ الشہادتین: صفحہ 51)

اور امیر نے آپ کو کہلا بھیجا کہ اگر آپ مصلحتاً سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ممبر ہونے سے انکار کر دیں تو آپ کی جان بخش دی جائے گی۔اس پر آپ نے فرمایا جس امر کو ازروئے قرآن وحدیث درست اور صحیح تسلیم کر چکا ہوں اس کو کس طرح غلط اور جھوٹ کہہ دوں۔ مرنا اچھا ہے مگر انکار درست نہیں۔(شہداء حق مرتبہ قاضی محمد یوسف: صفحہ 47)

بار بار استدعا کی گئی۔ آپ نے ہر بار رد کر دی۔ چنانچہ امیر نے آپ کی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے۔ ساٹھ سے ستّر سال کے درمیان عمر تھی، ہاتھوں میں ہتھکڑی پڑی ہوئی تھی۔ امیر کی دستار بندی کرنے والے عالِم کو سُوئے مقتل لے جایا جارہا ہے لیکن جان کی بازی لگا دینے والا سیّد عبداللطیف مسکرا رہا ہے اور جلد جلد قدم اٹھا رہا ہے۔ ایک ستمگر نے پوچھا آپ اتنے خوش کیوں ہیں اور کیوں ایسی جلدی کر رہے ہیں۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں اور پاؤں میں بیڑیاں اور آپ ابھی سنگسار ہونے والے ہیں۔ اس عاشق صادق نے فرمایا: ''یہ ہتھکڑیاں نہیں بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا زیور ہیں۔ اگرچہ سنگسار ہونے کی جگہ دیکھ رہا ہوں لیکن ساتھ ہی مجھے یہ خوشی ہے کہ جلد اپنے پیارے مولیٰ سے مل جاؤں گا۔''

(شہادت کے چشم دید واقعات مصنفہ احمد نو کابلی: صفحہ 27)

الغرض جب مقتل میں گڑھا کھود کر اڑھائی فٹ تک حضرت صاحبزادہ صاحب کو گاڑ دیا اور لوگوں نے آپ کے گرد حلقہ بنایا تو شہید مرحوم نے بلند آواز سے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ پہلا پتھر پیشانی پر لگا۔خون کا فوارہ چھوٹا تو سر مبارک قبلہ رُخ جُھک گیا اور قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی: أَنْتَ وَلِیِّیْ فِیْ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِماً وَأَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ (سورۃ یوسف۔102)

اے میرے مولا میرے پروردگار تو میرا کارساز ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دیجیئو اور اگلے جہان میرا الحاق اپنے صالحین بندوں سے کرنا۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے یوں داد تحسین دی:

''اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔ جو لوگ میری جماعت میں میری موت کے بعد رہیں گے مَیں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے''۔ فرمایا کہ ''شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔''

حضرت صاحبزادہ صاحب کی شہادت کے بعد آپ کے اہل وعیال کو بھی قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔

شہید مرحوم کی نعش کئی دنوں تک پتھروں میں دبی رہی احمد نور کابلی بیان کرتے ہیں کہ پھر انہوں نے رات کی تاریکی میں لاش نکالی اور تابوت میں بند کر کے باغیچہ لطیف میں رکھی اور پھر وہاں سے خوست کے علاقہ میں لے جا کر دفن کیا۔تھوڑے ہی عرصہ میں یہ قبر زیارتگاہ خاص وعام ہوگئی ۔حکومت کو پتہ چلا تو لاش اکھاڑ کر کہیں غائب کر دی۔ درسینہ ہائے عارفاں باشد مزار ما۔ کہ وفات کے بعد ہماری تربت زمین پر مت ڈھونڈ ہمارا مزار تو عارفوں کے سینہ میں ہوگا۔

اے میرے پیارے آقا تیرے بعد تیری جماعت انہیں راستوں پر چلی ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ چلتی رہے گی جو راستے صاحبزادہ عبداللطیف شہید نے ہمارے لئے بنائے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اے کابل کی زمین تُو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلمِ عظیم کی جگہ ہے۔''

جب تک صاحبزادہ عبداللطیف شہید کے پیغام کو کابل قبول نہیں کرتا یا افغانستان قبول نہیں کرتا ناممکن ہے کہ کابل کی سرزمین ایک دوسرے پر کئے جانے والے ظلموں سے نجات پاسکے۔ظلم ہوتا چلا جائے گا، ہوتا چلا جائے گا۔

2۔خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے شہید صاحبزادہ مرزا غلام قادر۔

صاحبزادہ مرزا غلام قادر کی شہادت بہت عظیم اور غیر معمولی شہادت ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایک بہت ہی ہولناک ملک گیر فتنہ کے احتمال سے بچا لیا۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 37 سال

تھی۔ان کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی براہ راست ذریت کی تیسری نسل سے ہے۔

غلام قادر شہید حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب کے پوتے، صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب اور محترمہ قدسیہ بیگم صاحبہ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ محترمہ قدسیہ بیگم صاحبہ نواب عبداللہ خانؓ صاحب اور حضرت نواب امتہ الحفیظ بیگمؓ صاحبہ کی صاحبزادی تھیں۔

مکرم مرزا غلام قادر شہید کی شادی سیّدنا حضرت مصلح موعود کی بیٹی صاحبزادی امتہ الباسط صاحبہ اور سیّد میر داوٴد احمد صاحب ابن حضرت میر محمد اسحاقؓ صاحب کی چھوٹی بیٹی امتہ الناصر نصرت صاحبہ سے ہوئی۔

امریکہ سے کمپیوٹر سائنس میں ماسٹر کر کے پاکستان پہنچ کر اپنے وقف کے عہد پر پورا اترتے ہوئے اپنی خدمات سلسلہ کے حضور پیش کر دیں۔آپ نے ربوہ میں کمپیوٹر کے شعبہ کا آغاز کیا اور پھر اسے جدید ترین خطوط پر ڈھالنے کی توفیق ملی۔نہایت محنتی، خاموش طبع، فرشتہ صفت انسان تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کی شہادت کے بعد فرمایا۔اس بچے سے مجھے بہت محبت تھی، تو میر محمود احمد ناصر صاحب نے فرمایا:

وہ ہمارا بھی تھا اور تمہارا بھی تھا
میرے پیارے کی آنکھوں کا تارا بھی تھا
بہت عاجزی تھی بہت سادگی تھی
محبت کا دِل میں شرارا بھی تھا

آپ کو ربوہ کے قریب احمد نگر اپنی زمینوں پر جاتے ہوئے کالعدم تنظیم کے چار اشتہاری بدمعاشوں نے جن کا سرغنہ کالعدم تنظیم کا ایک بدنام زمانہ مولوی تھا اور یہ چاروں خطرناک جرائم میں مطلوب تھے۔اغواء کے بعد ان کی کار سمیت ان کی لاش کو جلا دینا مقصود تھا جس میں دہشت گردی کے جدید ترین ہتھیار مثلاً راکٹ لانچر، گرنیڈز اور بہت سی کلاشنکوف بھر دی جاتی تھیں اور یہ ساری چیزیں ان کی کار میں بھر کر ان کو جلا دینا مقصود تھا تا کہ یہ الزام لگتا کہ سارے پاکستان میں جو خطرناک اسلحہ تقسیم ہو رہا ہے اور بدمعاشیاں کی جارہی ہیں یہ جماعت احمدیہ کروا رہی ہے۔(نعوذ باللہ من ذالک)

غلام قادر شہید کا جو غیر معمولی کارنامہ ہے وہ یہ ہے کہ ان کو اس بات کی سمجھ آگئی کہ یہ ایک خطرناک سازش ہے جس کے بداثرات جماعت پر مرتب ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بالکل پرواہ نہیں کی کہ ان کو کیا تکلیف دی جارہی ہے۔ان کا گلہ گھونٹنے کی کوشش کی گئی تا کہ وہ بچ کر باہر نکل نہ سکیں۔خنجر مار کر مارنے کی کوشش کی تا وہ بچ کر باہر نہ نکل سکیں۔لیکن بڑی سخت جان کے ساتھ سارے مصائب برداشت کرتے ہوئے وہ ان کے چنگل سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور یہ پسند کیا کہ سڑک پر ان کا خون بہہ جائے تا کہ جماعت احمدیہ اس سازش کے بداثرات سے محفوظ رہے اور ان کے قبضہ میں آ کر دہشتگردی کے منصوبے میں ان کو ملوث نہ کیا جا سکے اور آخر دم تک ان سے لڑتا رہا اور اغوا کا منصوبہ ناکام بنا دیا اور سڑک پر باہر نکل کر ان کی گولیوں کا نشانہ بننا قبول کر لیا اور شہید ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

”قیامت تک شہید کے خون کا ہر قطرہ آسمان احمدیت پر ستاروں کی طرح جگمگاتا رہے گا۔“

اور قادر شہید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں سیّد الشہداء حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کو خدا تعالیٰ نے سیّد الشہداء ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ وہ تو ازلی ابدی توفیق ہے۔ اس کا مقابلہ تو نہ قادر کر سکتا ہے نہ کوئی اور کر سکتا ہے۔ پس اے شہید تو ہمیشہ زندہ رہے گا اور ہم سب ایک دن آ کر تجھ سے ملنے والے ہیں۔زندہ باد غلام قادر شہید پائندہ باد

....

3۔ میاں جمال احمد صاحب کو 6/مارچ 1953ء کو لاہور میں شہید کیا گیا۔شہادت کے وقت آپ تعلیم الاسلام کالج لاہور میں ایف ایس سی کے طالب علم تھے۔ان کی شہادت کا واقعہ دردناک بھی ہے اور ان کی بہادری پر دلالت کرتا ہے۔ بہت نڈر انسان تھے۔6/مارچ کو جمعہ کے روز آپ اپنی والدہ اور بہنوں کو ملنے سائیکل پر رنگ محل جا رہے تھے۔ کچھ فاصلہ پر محلہ دار جو آپ کو جانتے تھے جلوس کی شکل میں کھڑے تھے۔آپ پاس سے گزرے تو انہوں نے پتھر برسانے شروع کر دیئے۔آپ سائیکل سے اتر کر کھڑے ہو گئے۔ہجوم گالیاں دیتا ہوا آپ کو مارتے ہوئے یہ کہتے ہوئے آگے بڑھا یہ مرزائی ہے اسے جان سے مار دو۔ایک شخص جو آپ کو ذاتی طور پر جانتا تھا وہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا جمال تم کہہ دو کہ تم احمدی نہیں ہو میں تمہیں بچا لوں گا۔اگر تم ویسے نہیں کہنا چاہتے تو میرے کان میں کہہ دو تو پھر بھی میں اس ہجوم کو سنبھال لوں گا۔آپ کہنے لگے کہ میں خدا کے فضل سے احمدی ہوں اور اپنی جان بچانے کے لئے جھوٹ نہیں بولوں گا۔تم نے جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ چنانچہ آپ کو نیچے گرا کر چاقوؤں سے شہید کر دیا گیا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

شہادت کے وقت ان کی عمر 17 سال تھی۔ان کے بھائی لکھتے ہیں کہ شہید مرحوم کے قاتل حکومت نے پکڑ کر چھوڑ دیئے لیکن خدا تعالیٰ نے ان کو ہمارے سامنے سزا دی۔ایک پاگل ہو کر نہایت بُری حالت میں مرا یعنی گندی نالیوں کا گند پیتے ہوئے پھرتا رہا اور اسی حالت میں مرا۔دوسرا اندھا ہو کر مرا۔

4۔ 1974ء میں جماعت کے خلاف ایک منظم سازش کے ذریعہ ملک گیر فسادات اور گھیراوٴ جلاوٴ کروایا گیا۔اس دوران کئی معصوم احمدی خون میں نہلا دیئے گئے اور انہوں نے اوّلین کی قربانیوں کی یاد تازہ کر دی۔ گوجرانوالہ میں احمدیوں کے مکانوں اور دوکانوں کو نذر آتش کیا جا رہا تھا۔بلوائیوں نے پہلے مکرم محمد افضل کھوکھر صاحب اور پھر ان کے بیٹے محمد اشرف کھوکھر کو بڑے دردناک انداز میں شہید کیا۔

پہلے محمد اشرف صاحب کے پیٹ میں چھرے مارے گئے جس سے انتڑیاں باہر آ گئیں پھر اینٹوں سے سر کوٹا گیا۔جب دم توڑتے ہوئے محمد اشرف نے پانی مانگا تو کسی ظالم نے منہ میں ریت ڈال دی۔ اس طرح پہلے بیٹے کو باپ کے سامنے کچل کچل کر مار دیا گیا اور پھر باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اب بھی ایمان لے آوٴ اور مرزا غلام احمد قادیانی کو گندی گالیاں دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ کیا تم مجھے اپنے بیٹے سے ایمان میں کم تر سمجھتے ہو جس نے میرے سامنے اس بہادری سے جان دی ہے۔ آپ نے فرمایا جو چاہو کر لو۔ بیٹے سے بدتر سلوک مجھ سے کرو مگر اپنے ایمان سے متزلزل نہیں ہوں گا۔اس پر ان کو اسی طرح نہایت دردناک عذاب دے کر شہید کیا گیا۔ پھر دونوں کی نعشیں تیسری منزل سے گھر کے نیچے پھینک دی گئیں اور سارا دن کسی کو اجازت نہیں تھی کہ وہ ان کی نعش کو اٹھا سکے۔گوجرانولہ میں اس روز 10 احمدیوں کو شہید کر دیا گیا۔

9/جون 1974ء ٹوپی ضلع مردان کے محلہ خوشحال آباد میں شر پسندوں نے قتل وغارت، لوٹ مار اور آتشزدگی کا بازار گرم کئے رکھا۔آٹھ احمدیوں کو شہید کیا اور ستّر سے زائد مکانات، ڈیوڑھیاں، حجرے، بنگلے اور دکانیں تباہ کی گئیں۔

مکرم صوبیدار غلام سرور صاحب اور آپ کے بھتیجے اسرار احمد خان گھر میں موجود رہے۔حملہ آور گھر کے عقبی جانب سے حملہ آور ہوئے۔ان میں سے ایک حملہ آور نے آپ کو گولی ماردی جس سے آپ موقع پر جام شہادت نوش کر گئے۔شہادت کے بعد ان بدبختوں نے آپ کے بے جان جسم پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ پھر آپ کی نعش کو گھسیٹ کر گلی کے چوراہے پر لے آئے اور پھر مار مار کر بری طرح کچلا اور اپنی دانست میں مسخ کر دیا۔آپ موصی تھے لیکن حالات کی سنگینی کے باعث آپ کو وہیں دفن کر دیا گیا۔کچھ عرصہ کے بعد آپ کے بھائی مکرم احمد جان خان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں آپ کی میت ربوہ بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضور نے ان کو جواب دیا کہ شہید جہاں دفن ہوتا ہے وہی جگہ اس کے لئے جنت ہوتی ہے۔البتہ حضور نے بہشتی مقبرہ میں آپ کا یادگاری کتبہ لگانے کی اجازت مرحمت فرما دی۔

جس شخص نے آپ کو شہید کیا تھا اس پر جولائی 1974ء کے تیسرے ہفتہ میں آسمانی بجلی گری اور وہ جھلس کر مر گیا۔

آپ کے بھتیجے اسرار احمد جن کی عمر سولہ سترہ سال تھی۔ ان کا میٹرک کا رزلٹ ان کی شہادت کے کچھ عرصہ بعد نکلا تھا۔ آپ کی شہادت کنپٹی پر پستول کے فائر سے ہوئی۔شہادت کے بعد آپ پر پتھراوٴ کیا گیا۔خنجروں سے وار کئے گئے اور آخر ہجوم نے ازمنہ گزشتہ کے شہداء کی یاد تازہ کرتے ہوئے ان کی دونوں ٹانگوں کو مخالف سمتوں میں کھینچتے ہوئے ان کی لاش کو دو نیم کر دیا۔ایک عورت یہ لرزہ براندام کرنے والا خونی کھیل نہ دیکھ سکی اور زور زور سے چیخنے لگی اور بلند آواز سے بد دعائیں دینے لگی۔ان قاتلوں کی رائفلوں کا رخ اس کی طرف ہو گیا۔مگر کچھ لوگ آڑے آ گئے کہ یہ قادیانی نہیں ہے۔

غیر احمدی شاہدین کے مطابق جس شخص نے اسرار احمد خان صاحب سے بربریت کا سلوک کیا وہ اسی رات پاگل ہو گیا اور پاگل خانہ میں بند کر دیا گیا۔اس کی بیوی بھی ذہنی توازن کھو بیٹھی اور گھر میں ہر وقت رسّیوں سے بندھی رہتی۔

چوہدری ریاض احمد صاحب شہید شب قدر مردان۔

19/اپریل 1995ء۔ چوہدری ریاض احمد صاحب شہید کے خسر ڈاکٹر رشید احمد خان صاحب کی تبلیغ سے شب قدر مردان کے ایک طاقتور پٹھان خاندان دولت خان کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق ملی ۔ ان کے احمدی ہونے پر سخت ردِّ عمل ہوا۔ان کے قتل کے فتوے جاری ہونے شروع ہوئے۔ پولیس نے نقص امن کی دفعہ لگا کر جیل میں ڈال دیا۔ 19/اپریل 1995ء کی صبح جب ریاض احمد صاحب اور رشید احمد صاحب ضمانت کے لئے شب قدر عدالت گئے تو وہاں پانچ ہزار عوام کا ایک مشتعل ہجوم اکٹھا کیا جا چکا تھا۔ملاں فضل ربی بڑے زور سے سنگسار کرنے کی تعلیم دے رہا تھا۔عین احاطہ عدالت میں پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی موجودگی میں سب سے پہلے بڑے زور سے ریاض شہید کی پیشانی پر پتھر مارا گیا اور وہ نیم بے ہوش ہو کر گر پڑے۔اسی حالت میں آپ پر مزید سنگباری کی گئی لیکن آپ مسلسل کلمہ کا ورد کرتے رہے۔آپ کی آخری آواز بھی یہی تھی: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ

بعد ازاں آپ کی نعش کو گھسیٹا گیا۔اس پر ان درندوں نے ناچ کیا اور یوں ان لوگوں نے اپنے درندہ ہونے کا ثبوت دیا۔پولیس نے بھی ان کو بچانے کی بجائے ان کی نعش کو ٹھڈے مارے اور کہا کہ ہم بھی ثواب میں شریک ہو جائیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجسم رحمت تھے۔اس عظیم نبی، رحمۃ للعالمین نے جنگ میں بھی بعض اصول مقرر فرمائے کہ ان کی پابندی کی جائے مثلاً عورتوں بچوں اور بزرگوں کو قتل نہ کیا جائے لیکن ان ظالموں کو حضور نبی کریمؐ کی تعلیمات پر عمل کرنے سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔

....

ہماری خواتین کو بھی بے دردی سے شہید کیا گیا اور صبر و استقامت اور وفا کی ایمان افروز داستانیں رقم کیں اور ان کے پایہ ثبات میں کبھی لغزش نہ آئی اور مردوں کے شانہ بشانہ احیائے اسلام کے لئے قربانیاں دیں۔

محترمہ رشیدہ بیگم صاحب کو سانگلہ ہل پاکستان میں خنجروں کے پَے در پَے وار کر کے شہید کیا گیا۔ رخسانہ طارق صاحبہ کو مردان پاکستان میں گولیوں سے چھلنی کیا گیا اور محترمہ مبارکہ بیگم صاحب کو چونڈہ پاکستان میں چھریوں کے پَے در پَے وار کر کے شہید کر دیا گیا اور ایک چھوٹی بچی عزیزہ نبیلہ جس کی عمر دس سال تھی چک سکندر ضلع گجرات میں جام شہادت نوش کر کے اپنے مولا کے حضور حاضر ہوئی اور انڈونیشیا میں بھی دو خواتین نے جام شہادت نوش کیا۔یوں ہماری مستورات کو بھی شہداء کی قربانیوں میں بھی شامل ہونے کی توفیق نصیب ہوئی۔

ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

”احمدی مستورات قربانیوں میں ہرگز اپنے مردوں سے پیچھے نہیں ہیں۔ شہادت میں وہ بیویاں جو بیوگی کی زندگی بسر کرنے کے لئے پیچھے رہ جاتی ہیں ان کے متعلق یہ گمان کرنا کہ ان کے خاوند تو ثواب پا گئے اور وہ محروم رہ گئیں وہ آگے نکل گئے اور یہ پیچھے رہ گئیں ۔ یہ بالکل غلط خیال ہے۔مردوں کی شہادت کی عظمت کے اندر ان کی بیواوٴں کی قربانیوں کی عظمت داخل ہوتی ہے۔ان ماوٴں کو آپ کیسے بھلا سکتے ہیں جن کے بچے شہید ہوئے اور اللہ کی رضا کی خاطر وہ راضی رہیں ۔ اور بڑے حوصلہ اور صبر کے نمونے دکھائے ۔ ان بہنوں کو آپ کیسے فراموش کر سکتے ہیں جن کے ویر ہاتھ سے جاتے رہے“۔

(خطباتِ طاہر جلد 5 صفحہ 440)

....

انڈونیشیا کی سرزمین ابتداء سے ہی شدید مخالفت کا شکار رہی ہے یہاں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے نشان بھی ظاہر ہوئے۔اور اس سرزمین پر صبر و استقامت کے نمونے بھی دیکھنے میں آئے اور شہادتوں کی ایمان افروز داستانیں رقم کی گئیں۔

1945ء میں جنوبی جاوا کے علاقہ ماشومی نامی میں ایک انتہا پسند مسلمان تنظیم کے ایماء پر شر پسند عناصر کے ہاتھوں چھ احمدی شہید کئے گئے۔ان سب شہداء کو انتہائی وحشیانہ طریق سے ہاتھ باندھ کر سرعام چوک میں شہید کیا گیا۔انہیں دنوں ایک اور جماعت میں چار احمدیوں کو بیدردی سے شہید کیا گیا۔

3/مارچ 1953ء کو جیانڈام (Chiandam)

انڈونیشیا میں 6 مرد وزن (4 مرد اور 2 خواتین) کو شہید کیا گیا۔ ان سب کو گھروں میں داخل ہو کر فائرنگ کر کے شہید کیا گیا۔

22/جون 2001ء کو مخالفین احمدیت کا ایک مشتعل ہجوم لامبوک (LAMBOK) کے شہر سامبی ایلن (SAMBI ELEN) میں واقع جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی دو مساجد پر حملہ آور ہوا۔ حملہ آور چھریوں اور کلہاڑیوں سے مسلح تھے۔ انہوں نے مساجد کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا اور احمدیوں کے نو (9) گھر مسمار کر دیئے۔ پاپو حسن صاحب جو مسجد کی حفاظت پر مامور تھے ان پر کلہاڑیوں اور چھریوں سے حملہ کر دیا جس سے آپ لہولہان ہو گئے اور زخموں کی تاب نہ لا کر شہید ہو گئے اور آپ کی اہلیہ محترمہ بھی شدید زخمی ہوئیں۔

2011ء: چِیک پوسک انڈونیشیا میں ایک چھوٹی سی جماعت ہے جس میں نہایت ظالمانہ، سفّاکانہ طور پر قربان کئے جانے والے تین احمدیوں مکرم توباکوس چاندرا مبارک صاحب، مکرم احمد درسونو صاحب، مکرم رونی یسارانی صاحب کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"یہ وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ کی زندگی پانے والے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت کی خوشخبری دی ہے جو آسمان احمدیت کے روشن ستارے ہیں"۔

یہ لوگ احمدیہ مشن ہاؤس میں تھے۔ ظالموں نے مشن ہاؤس پر حملہ کیا اور اندر جا کر درانتیوں اور ٹوکوں اور چاقوؤں اور ڈنڈوں سے احمدیوں کو زخمی کر کے کھینچتے ہوئے باہر لائے اور پولیس سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ 3 احمدیوں کو شہید اور 5 کو زخمی کیا۔ سب کچھ انتہائی ظالمانہ طریق پر کیا گیا۔ اور زمانہ جاہلیت کے کفار کی مثال قائم کر دی۔

احمدیوں پر حملہ کرنے والے ان ظالموں نے ایسے ظالمانہ طور پر لاشوں کی بے حرمتی کی کہ لاشیں پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ ان کے عزیزوں نے مختلف نشانیوں سے ان لاشوں کو پہچانا۔ تین احمدیوں کو ننگا کر کے پتھروں، لاٹھیوں، چاقوؤں اور نیزوں سے مارا گیا۔ اس کی ویڈیوز اور تصاویر ایسی نہیں کہ دیکھی جا سکیں۔ جس نے دیکھنے کی کوشش کی ایک آدھ منٹ سے زیادہ نہ دیکھ سکے اور بعض لوگ تو ذکر کرتے ہوئے دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔

توباکوس چاندرا مبارک مشن ہاؤس میں سب خدام سے آگے تھے۔ مخالفین نے ان کے جسم پر چھریوں کے بہت وار کئے اور ظالمانہ طور پر مارا پھر مخالفین نے ان کو لٹکا دیا اور مارتے رہے۔ بعد میں نیچے اتارا اور ان کی لاش کو ڈنڈوں اور پتھروں سے مارا اور لاش کا حلیہ بگاڑ دیا۔ پہلے ان کی لاش پہچانی نہیں گئی۔ بعد میں ان کے چھوٹے بھائی نے آ کر اس کے ایک نشان سے پہچانا۔ یہ افسوسناک واقعہ انڈونیشیا کی تاریخ کا انمٹ حصہ بن چکا ہے۔

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing,
Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden **SM4 5JF**
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

....

خلافتِ رابعہ اور خلافت خامسہ میں پاکستان کے صوبہ سندھ کے احمدیوں کو بالخصوص گلشنِ احمدیت کی آبیاری اپنے خون کے ساتھ کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ محترم ماسٹر عبدالحکیم ابڑو صاحب کی شہادت سے یہ سلسلہ شروع ہوا جو دَورِ خلافت رابعہ کے پہلے اور سندھی قوم کے بھی پہلے احمدی شہید تھے۔ آپ کو کلہاڑیوں کے پے در پے وار کر کے شہید کر دیا گیا۔

سرزمین سندھ میں عشق و وفا کی داستان کو رقم کرنے والوں میں امراء اضلاع، صدران جماعت بھی شامل تھے اور دستِ مسیحائی کے حامل ڈاکٹرز بھی جان کے نذرانے دینے والوں کی صف میں آگے آگے دکھائی دیتے ہیں۔

امیر ضلع سکھر وشکارپور محترم قریشی عبدالرحمن صاحب، بابو محمد عبدالغفار صاحب امیر حیدر آباد، ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب امیر ضلع میرپور خاص، سیٹھ محمد یوسف صاحب امیر ضلع نواب شاہ، چوہدری عبدالحمید صاحب صدر جماعت محراب پور، ممتاز ماہر امراض چشم ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب، دو شہید بھائی ڈاکٹر عبدالقدیر جدران صاحب اور ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب قاضی احمد ضلع نوابشاہ بھی اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والوں میں شامل ہیں۔ اور گزشتہ چند سالوں سے کراچی اور اندرون سندھ کے کئی اضلاع میں احمدی اپنے خون کا نذرانہ راہ مولیٰ میں پیش کر کے صاحبزادہ سیّد عبداللطیف شہید کے قائم کردہ نمونہ پر چل رہے ہیں۔ بقول حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ:

پشاور سے انہیں راہوں پہ سنگستان کابل کو
مرا شہزادہ لے کر جان کا نذرانہ آتا ہے
یہی راہیں کبھی سکھر، کبھی سکرنڈ جاتی ہیں
انہیں پر پنّوں عاقل، دارہ اور لڑکانہ آتا ہے
کبھی ذکرِ قتیل حیدر آباد ان پہ چلتا ہے
کبھی نواب شاہ کا دکھ بھرا افسانہ آتا ہے

....

لاہور: 28/مئی 2010ء جمعہ کا دن احمدیت کی تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا جس دن 80 سے زائد فرزندانِ توحید جو خدائے واحد ویگانہ کی عبادت میں لاہور کی دو بڑی مساجد دارالذکر گڑھی شاہو اور بیت النور ماڈل ٹاؤن میں اکٹھے تھے۔ ان معصوم اور نہتے عباداللہ پر ظالموں نے گولیاں برسا کر اور دھماکہ خیز مواد سے حملہ کر کے راہ حق میں قربان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے اور اس کی توحید اور عظمت کا اقرار کرتے ہوئے بحالت سجدہ، بحالت رکوع اور کوئی بحالت قیام اس کی راہ میں قربان ہو گئے اور حیاتِ جاودانی پا گئے۔ سترہ اٹھارہ سال کے نوجوان سے لے کر بانوے ترانوے سال کے بوڑھے کا خون سفّاکی کی بدترین مثالیں قائم کرتے ہوئے بہایا گیا۔ اتنا بڑا سانحہ گزرا۔ سینکڑوں خاندان اس سے براہ راست متاثر ہوئے اور جماعت احمدیہ من الحیث الجماعت اس المناک سانحہ سے دوچار ہوئی لیکن چشم فلک نے دیکھا کہ اس سانحہ کے نتیجہ میں جہاں عورتوں کے سہاگ لُٹ گئے، جہاں ماؤں نے اپنے جگر گوشوں کو کھو دیا، جہاں معصوم بچے اپنے باپوں کے سایہ سے محروم ہو گئے، جہاں بہنوں نے اپنے جوان بھائی کھو دیئے کون سا رشتہ تھا جو چشم زدن میں متاثر نہ ہوا ہو لیکن اس قدر عظیم سانحہ پر سب کی زبانوں پر یہی فقرہ تھا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

جماعت کی 127 سالہ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی تقدیر الٰہی کے تحت جماعت پر ابتلاء آیا اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ثبات قدم عطا کیا اور خلافت احمدیہ کی برکت سے خوف مبدّل بہ امن ہو گئے۔

راہ مولیٰ میں شہید ہونے والے ان شہداء کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

"ان میں سے ہر ایک عہد پورا کرنے والا ایک روشن اور چمکدار ستارہ تھا۔ یہ لوگ ہمیں بھی عشق و وفا کے لہلہاتے ہوئے کھیتوں کی طرف لے جانے والے ہیں"۔

چشم فلک نے اس روز صبر و رضا، استقامت، وفا اور ایثار کے ایسے نمونے دکھائے کہ قرون اولیٰ کی یاد تازہ کر دی۔ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے گھنٹوں اپنے زخموں اور اُن سے بہتے خون کو دیکھتے رہے لیکن زبان پر حرف شکایت لانے کی بجائے ان کی زبانیں دعاؤں اور درود سے تر تھیں۔ فرشتوں نے سکینت نازل کی اور یہ لوگ گھنٹوں بغیر کراہے صبر و رضا کی تصویر بنے رہے اور بیشتر جانیں زیادہ خون بہہ جانے سے اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔

ایثار

ایک نوجوان نے دشمن کے ہینڈ گرنیڈ کو اپنے ہاتھ پر روک لیا۔ اس لئے کہ واپس اس کی طرف لوٹا دوں گا لیکن اتنی دیر میں وہ گرنیڈ پھٹ گیا اور اس نے اپنی جان دے کر دوسروں کی جان بچالی۔

ایک بزرگ نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر نوجوانوں اور بچوں کو بچالیا۔ وہ حملہ آور کی طرف ایک دم دوڑے اور ساری گولیاں اپنے سینہ پر لے لیں۔ ہمارے واقف زندگی شہید بھائی محمود احمد مربی سلسلہ نے ماڈل ٹاؤن میں گولیوں کی تڑتڑاہٹ میں اپنے فرض کو خوب نبھایا۔ خطبہ کے دوران دعاؤں اور استغفار، صبر اور درود پڑھنے کی تلقین کرتے رہے۔ بعض قرآنی آیات بھی دہرائیں۔ دعائیں بھی دہرائیں اور درود شریف بھی بلند آواز سے دہرایا اور نعرہ تکبیر بھی بلند کیا اور راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے۔

ایک خاتون لکھتی ہیں میرے چھوٹے بچے بھی جمعہ پڑھنے گئے تھے لیکن خدا نے انہیں اپنے فضل سے بچالیا۔ جب مسجد میں خون خرابہ ہو رہا تھا تو ہماری ہمسائی ٹیلی ویژن پر دیکھ کر بھاگی ہوئی آئی کہ میں رو رہی ہوں گی لیکن میں نے ان سے کہا کہ ہمارا معاملہ تو خدا کے ساتھ ہے۔ مجھے بچوں کی کیا فکر۔ اگر میرے بچے شہید ہو گئے تو خدا کے مقرب ہوں گے اور اگر بچ گئے تو غازی ہوں گے۔ یہ سن کر وہ عورتیں حیران رہ گئیں اور الٹے پاؤں واپس چلی گئیں کہ یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔

ہم نے تو یہ نظارے دیکھے ہیں کہ باپ کے شہید ہونے پر ان کے نو دس سالہ بیٹے کو ماں نے اگلے جمعہ مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے بھیج دیا اور کہا کہ وہیں کھڑے ہو کر جمعہ پڑھنا جہاں تمہارا باپ شہید ہوا تھا تاکہ تمہارے ذہن میں یہ رہے کہ میرا باپ ایک عظیم مقصد کے لئے شہید ہوا تھا اور تاتمہیں یہ احساس رہے کہ موت ہمیں عظیم مقصد کے حصول سے کبھی خوفزدہ نہیں کر سکتی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"جہاں ایسے بچے پیدا ہوں گے، جہاں ایسی مائیں اپنے بچوں کی تربیت کر رہی ہوں گی وہ قومیں کبھی موت سے ڈرا نہیں کرتیں اور کوئی دشمن اور کوئی دنیاوی طاقت ان کی ترقی نہیں روک سکتی"۔ (خطبہ جمعہ 10/جون 2010ء)

محترم امیر صاحب ضلع لاہور منیر احمد شیخ صاحب نے دارالذکر میں اپنی جان اپنے مالک حقیقی کو پیش کی۔ مکرم منیر احمد شیخ صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور، سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ کے مصداق شہادت سے قبل زخمی ہو گئے۔ سر اور ٹانگ پر چوٹ آئی۔ خدام نے انہیں نیچے تہ خانے (BASEMENT) میں جانے کے لئے کہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ جب فائرنگ شروع ہوئی تو کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر لوگوں کو کہا کہ بیٹھ جائیں اور درود شریف پڑھیں اور دعائیں کریں اور ایک لمحہ کے لئے بھی افراد جماعت سے علیحدہ ہونا پسند نہیں کیا۔ خادم نے جو نزدیک تھے انہوں نے کہا کہ میں نے ان کی آخری آواز یہ سنی تھی: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

آپ کے تینوں بیٹوں نے اگلا جمعہ 4 جون کو دارالذکر کے محراب میں ادا کیا جہاں ان کے پیارے والد محترم امیر صاحب جو ہم سب کو بھی پیارے ہیں نے جام شہادت نوش کیا۔ شہداء کے لواحقین نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ اپنے مولیٰ سے باندھے ہوئے عہد کو وقت آنے پر پورا کر کے دکھائیں گے اور اس وقت وہ مَنْ يَّنْتَظِرُ کی صف میں پُرعزم کھڑے ہیں۔ شہداء کے لواحقین کا صبر و رضا بھی دیدنی تھا جس پر آسمان کے فرشتے بھی آفرین کہتے ہوں گے۔

ماؤں نے لخت جگر کس دل گردے سے خدا کو سونپ دیئے۔ ایک ماں نے کہا اپنی گود سے جواں سال بیٹا خدا کی گود میں رکھ دیا ہے جس کی امانت تھی اسی کے سپرد کر دیا۔

بیویوں نے عزیز شوہر اپنے مولیٰ کے سپرد کرتے ہوئے بس یہ کہا: 'راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو' اور اولادوں نے بزرگ والدین کو یہ کہتے ہوئے مٹی کے سپرد کر دیا۔

زمین کے اندر بھی روشنی ہو
مٹی میں چراغ رکھ دیا ہے

صبر و رضا کے یہ نظارے بارود اور خون سے آلودہ مساجد میں تڑپتے ہوئے جسموں میں بھی نظر آئے۔ ہسپتالوں میں زخموں سے چور اور بہتے ہوئے خون کے دھارے سمیٹے ہوئے بھی دیکھے گئے اور پھر کس صبر و استقامت کے ساتھ ان شہیدوں کے لاشے اٹھائے اور کس اعزاز اور وقار کے ساتھ ان کو سرزمین ربوہ میں سپرد خاک کیا۔ یہ وہ سرزمین ہے جس کی بنیاد حضرت مصلح موعودؓ نے ابراہیمی دعاؤں سے رکھی اور فرمایا

ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دعا گو
کعبہ کو پہنچتی رہیں ربوہ کی دعائیں
ربوہ کو تیرا مرکزِ توحید بنا کر
ایک نعرۂ تکبیر فلک بوس لگائیں

سب غم زدوں کی ڈھارس ان کا امام تھا جس سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ خلافت احمدیہ کی برکت سے مومنین کا خوف امن میں بدل دیا جائے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے تمام شہداء کے لواحقین اور مضروبین راہ مولیٰ سے فرداً فرداً فون پر بات کی اور ان کی ڈھارس بندھائی۔ ہر زبان پہ تھا کہ حضور انور کا تعزیتی فون کیا آیا بس دلوں کو سکون مل گیا۔

آخرین کی شہادتوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک کی یادوں کو تازہ کر دیا۔ بیرون ملک سے آئے ہوئے ایک مہمان نے کہا ان مبارک وجودوں کو

دفناتے ہوئے کئی دفعہ ایسا لگا جیسے اس زمانے میں نہیں ہیں۔ پاکستان کے میڈیا، چینلز کی گاڑیاں جو ہمارا احتجاج ریکارڈ کرنے آئی تھیں وہ اس لحاظ سے مایوس لوٹیں کہ انہیں وہ احتجاج نظر نہیں آیا جو اس ملک کے گلی کوچوں میں بپا کیا جاتا ہے۔ حیران اور ششدر تھے کہ یہ کس مٹی کے گوندھے ہوئے انسان ہیں اور ہر احمدی اِنَّمَآ اَشۡکُوۡ بَثِّیۡ وَ حُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ کہ میں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ تعالیٰ کے حضور کرتا ہوں کی تصویر نظر آتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے فرمایا: ’’دشمن نے تو میرے نزدیک صرف جانی نقصان پہنچانے کے لئے یہ حملہ نہیں کیا تھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اور بھی مقصد تھے۔ ایک تو خوف پیدا کر کے اپنی نظر میں، اپنے خیال میں کمزور احمدیوں کو احمدیت سے دور کرنا تھا۔ نوجوانوں میں بے چینی پیدا کرنی تھی لیکن نہیں جانتے کہ یہ ان ماؤں کے بیٹے ہیں جن کے خون میں، جن کے دودھ میں جان مال، وقت، عزت کی قربانی کا عہد گردش کر رہا ہے۔ جن کے اپنے اندر عہد وفا نبھانے کا جوش ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ 7 جون 2010ء)

اور ایک بچی نے نہایت معصومیت سے اپنے باپ سے کہا کہ ابو اگر آپ بھی شہید ہو جاتے تو ہمارے گھر بھی حضور کا فون آتا۔ ایک بچی جس کی عمر 14، 15 سال تھی جب مرکزی وفد ان کے گھر تعزیت کرنے اور تسلی دینے گیا اور ان کی آواز بھی شدت غم سے بھرا گئی تو بچی کہنے لگی آپ ہماری فکر نہ کریں۔ ہم خدا کی رضا پر راضی ہی نہیں بلکہ خوش ہیں کہ خدا نے ہمارے ابّا کو یہ موقع عطا فرمایا کہ انہوں نے خدا کی خاطر جان دی اور اس طرح ہمیں بھی معزز بنا دیا۔

سب سے کم عمر شہید ولید احمد ابن چوہدری محمد منور احمد صاحب جو میڈیکل کالج کے فرسٹ ائیر کا طالب علم تھا اس کے والد نے کہا خاکسار کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ خاکسار کے والد بھی 1984ء میں شہید ہوئے، سسر بھی 1985ء میں شہید ہوئے اور اب بیٹا بھی شہید ہوا۔ خاکسار کا ایک ہی بیٹا تھا جو خدا کے نام پر وقف تھا اس لئے مجھے کوئی دُکھ نہیں۔ وہ بہت ہی اعلیٰ مقام پر پہنچ گیا۔

مساجد تو اللہ کے ذکر کو بلند کرنے کے لئے اور امن کا گہوارہ ہوتی ہیں مگر ان ظالموں نے مسجد تخت ہزارہ ضلع سرگودھا میں پانچ احمدیوں کو 10 نومبر 2000ء میں شہید کر دیا۔ لاشوں کی بے حرمتی کی گئی۔ لاشوں کو گھسیٹ کر مسجد کی چھت سے گلیوں میں پھینکا گیا۔

اور سلام شہدائے مسجد گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کو کہ جو 30 اکتوبر 2000ء کو نماز فجر کی ادائیگی اور درس قرآن سننے کے بعد مسجد سے باہر نکلنے لگے تو بعض نقاب پوش دہشتگردوں نے اندھا دھند فائرنگ کر دی اور 5 نمازی راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے اور 6 نمازی زخمی ہوئے۔

اور سلام شہدائے احمدیہ مسجد کھلنا بنگلہ دیش کو جہاں 8 اکتوبر 1979ء کو بم دھماکہ کیا گیا۔ 7 احمدی شہید ہوئے اور ہمارے مبلغ واقف زندگی بھائی امداد الرحمن صدیقی زخمی ہوئے۔

ان شہادتوں اور قربانیوں کے پھل عالمی سطح پر ہم آج کھا رہے ہیں جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا تھا:

خوں شہیدان امت کا اے کم نظر
رائیگاں کب گیا تھا کہ اب جائے گا
ہر شہادت تیرے دیکھتے دیکھتے
پھول پھل لائے گی پھول پھل جائے گی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’ان مخالفتوں کے پھل یقیناً جماعت کی کامیابی کی صورت میں لگنے ہیں اور ضرور لگنے ہیں اور لگ رہے ہیں۔ اور دنیا کی کوئی طاقت ہزار کوششوں کے باوجود بھی جماعت کو پھلنے، پھولنے اور بڑھنے سے نہیں روک سکتی۔ اگر ہمارا اپنے محبوب حقیقی سے تعلق مضبوطی کی طرف بڑھتا چلا جائے تو جماعت کی عظیم کامیابیوں کو ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ سکتے ہیں۔‘‘

فرمایا: ’’پس ہماری کوشش ہونی چاہئے کہ ان واقعات میں جو جماعتی قربانی کی صورت میں ہوئے۔ جس طرح پہلے سے بڑھ کر ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف راغب کیا ہے۔ اس جذبہ کو، اس ایمانی حرارت کو، اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی آہ و بکا کے عمل کو، اپنے اندر پاک تبدیلیوں کی کوششوں کو کبھی کمزور نہ ہونے دیں۔ کبھی اپنے بھائیوں کی قربانیوں کو مرنے نہ دیں جو اپنی جان کی قربانیاں دے کر ہمیں زندگی کے نئے راستے دکھا گئے۔

اگر ہم نے اپنی سوچوں اور اپنے عملوں کو اس نہج پر چلایا تو خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت کے نظارے بھی ہم دیکھیں گے۔‘‘ انشاء اللہ الا ان نصر اللہ قریب کی جان فضا اور پُرشوکت آواز بھی ہم سنیں گے اور اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا کی خوش خبری اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

(خطاب جلسہ سالانہ جرمنی جون 2010ء)

بقیہ: ہدایت کے متلاشی کو کیا کرنا چاہئے

از صفحہ 4

مذہب سمجھ کر ماننا چاہتا ہوں تُو ہی مجھے سچے مذہب کا پتہ بتا۔ جب کوئی یہ طریق اختیار کرے گا تو ضرور خدا اس کی راہنمائی کرے گا۔ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے۔ نہ صرف میرا بلکہ بہت سے غیر مسلموں سے بھی کرایا گیا ہے اور وہ اس طرح کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ پس اگر کسی کو دلائل سے راہنمائی نہیں ہوئی تو وہ یہ طریق اختیار کرے پھر خدا تعالیٰ ضرور اس کی رہنمائی کرے گا۔ سورۃ فاتحہ جس کی مَیں نے تلاوت کی ہے یہ دعا ہے اور صرف مسلمانوں کے لئے خاص نہیں بلکہ مسلمان، غیر مسلمان سب اس سے کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس میں سکھایا گیا ہے کہ بندہ یوں دعا کرے۔ خدایا! ہمیں ایسا رستہ دکھا جو ہدایت کا رستہ ہے اور جو پہلے مُنۡعَمۡ عَلَیۡہِ گروہ کا رستہ ہے۔ ایسا رستہ نہ دکھا جو مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ یا ضَآلِّیۡنَ کا ہے۔

پس میرے نزدیک جو شخص ہدایت کا طالب ہے وہ تعصب سے دور ہو کر مذاہب کی قیود سے باہر ہو کر خدا سے دعا کرے کہ اے خدا! تو نے مجھے پیدا کیا، تو سچائیوں کا منبع ہے، تُو ہی سچا ہادی ہے تُو مجھے سچائی کا رستہ دکھا۔ میں سمجھتا ہوں اگر کوئی شخص چالیس دن تک ایسا کرے تو ضرور اللہ تعالیٰ اس کے لئے رہنمائی کے سامان پیدا کر دے گا۔ یہ ایسا طریق ہے جس سے ہر شخص خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اگر میں دلائل پیش کروں اور آپ لوگ متاثر بھی ہو جائیں تو بھی ہو سکتا ہے کہ کل کو کوئی اور آئے اور ان باتوں کو غلط قرار دے اور ان کے خلاف دلائل پیش کرے اور پھر ان سے تم متاثر ہو جاؤ اس لئے میں ایسی بات پیش کرتا ہوں کہ خود بخود خدا کی طرف سے راہنمائی حاصل ہو جائے۔ یہ وہ طریق فیصلہ ہے جو میں اپنے لئے بھی پسند کرتا اگر میں ہدایت کی تلاش میں ہوتا مگر چونکہ بعض لوگ دلائل کے خواہشمند ہوتے ہیں اور وہ دلائل سننا چاہتے ہیں سو میں ان اصحاب کے لئے مختصراً چند باتیں پیش کرتا ہوں۔

ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی حالت نہایت ابتر ہو چکی تھی اور دینی لحاظ سے وہ بالکل کورے تھے۔ اسلام صرف نام کا رہ گیا تھا اور قرآن کریم سے عمل اٹھ گیا تھا۔ صرف رسومات کی پابندی باقی تھی اس لئے خدا کے قاعدہ مستمرّہ کے ماتحت ضرور تھا کہ کوئی مأمور ومُرسل آتا جو مسلمانوں کی حالت سنوارتا۔ اسلام قائم کرتا۔ احکامِ قرآن کی پابندی کراتا۔ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ کیا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ میں مسیح موعود ہوں اور خدا کی طرف سے مأمور ومُرسل ہوں۔ میرا کام یہ ہوگا کہ میں اسلام کو دنیا میں قائم کروں اور غیر مذاہب کے حملوں سے اسے بچاؤں، اعتراضات کا قلع قمع کروں اور حقیقت اسلام پیش کروں۔ چنانچہ آپ ہی کے ذریعہ وہ اعتراض جو مدت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مخالفین اسلام کی طرف سے کیا جاتا تھا کہ اسلام دنیا میں تلوار کے زور سے پھیلا ہے دور ہوا۔ آپ نے ثابت کیا کہ اسلام کی اشاعت کا باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ تھی جس سے سخت سے سخت دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح لاکھوں کو اپنا گرویدہ بنایا۔ آج بھی خدا نے مسیح موعود کو بھیجا ہے جو آپ کا غلام ہے تا آپ کا غلام دنیا میں اسلام بغیر تلوار پھیلائے تا دنیا جان لے کہ جو کام شاگرد کر سکتا ہے وہ استاد کیوں نہیں کر سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استاد تھے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ آپ کی اتباع سے اعلیٰ سے اعلیٰ کمالات حاصل ہو سکتے ہیں۔ دیکھو استاد کا کمال کیا یہ ہوتا ہے کہ اس کی نسبت کہا جائے یہ ایسا کامل ہے کہ اس کا کوئی شاگرد پرائمری سے بڑھ نہیں سکتا۔ یا یہ کہ یہ ایسا کامل ہے کہ اس کے شاگرد بی اے اور ایم اے ہیں۔ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے نبوت مل سکتی ہے۔ سورۃ فاتحہ میں جو اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ آیا ہے اس کی دوسرے مقام پر اس طرح توضیح کی گئی ہے کہ وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا۔ (النساء 70) اس آیت میں منعم عَلَیۡہِ گروہ کے چار درجے بیان فرمائے گئے ہیں۔ نبی، صدیق، شہید، صالح۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے انسان یہ چار درجے حاصل کر سکتا ہے۔ دوسرے انبیاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک یہ بھی فرق ہے کہ پہلے انبیاء کی اتباع سے نبی نہیں بن سکتے تھے صدیق اور شہید ہو سکتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کمال حاصل تھا کہ حضور کی اتباع سے نبی بھی بن سکتے ہیں۔

بعض لوگ ناواقفیت کے باعث یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اس آیت میں مَعَ کا لفظ ہے جس سے معلوم ہوا کہ نبی نہ ہوں گے، نبیوں کے ساتھ ہوں گے۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہئے۔ یہ مَعَ صرف النَّبِیّٖنَ کے ساتھ ہی نہیں۔ بلکہ اَلصِّدِّیۡقِیۡنَ، اَلشُّہَدَآء، اَلصّٰلِحِیۡنَ سب کے ساتھ بھی ہے اور اگر ان کے معنی درست تسلیم کئے جائیں تو یہ مطلب ہوگا کہ نبی نہ ہوں گے، نبیوں کے ساتھ ہوں گے۔ صدیق نہ ہوں گے بلکہ صدیقوں کے ساتھ ہوں گے۔ شہید نہ ہوں گے بلکہ شہداء کے ساتھ ہوں گے۔ صالح نہ ہوں گے بلکہ صالحین کے ساتھ ہوں گے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو ان معنی سے تو اُمّت کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

یہاں مَعَ بمعنی مِنۡ یعنی ’’سے‘‘ کے ہیں۔ قرآن کریم میں یہ استعمال موجود ہے۔ چنانچہ آیا ہے تَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ (آل عمران 194) یعنی نیکوں میں سے کر کے مار، یہ معنی نہیں کہ جب کوئی نیک بندہ مرنے لگے تو ہمیں بھی اس کے ساتھ وفات دے دے۔

پس قرآن کریم سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتّباع سے مقام نبوت بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے جو نبی بنے گا اس کی نبوت دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے وہ اُمّتی ہوتا ہے۔ پس ایسی نبوت کے حصول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان نہیں۔ حدیث میں آیا ہے لَوۡ کَانَ مُوۡسٰی وَ عِیۡسٰی حَیَّیۡنِ لَمَا وَسِعَہُمَا اِلَّا اتِّبَاعِیۡ (الیواقیت و الجواھر مؤلفہ الامام شعرانی جلد 2 صفحہ 20) یعنی اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔ پس اگر نبی کے ماتحت ہونے سے کسرِ شان ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے۔ حضرت مرزا صاحب باوجود دعویٰ نبوت کے اُمّتی ہونے پر فخر کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے اظہار میں عزت سمجھتے تھے۔ چنانچہ آپ کا یہ مشہور شعر ہے:

کرامت گرچہ بے نام ونشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

اسی طرح آپ اپنے فارسی الہامی قصیدہ میں فرماتے ہیں:

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نعتیں لکھیں جن کا پہلی نعتیں مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ آپ سے پہلے کی کہی ہوئی نعتیں صرف زلفوں گیسوؤں کے ذکر پر مشتمل ہوتی تھیں۔ اور کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا وغیرہ۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسی نعتیں کہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں اور کمالات کا ذکر کیا۔ ان نعتوں کا موازنہ صرف مطالعہ سے ہو سکتا ہے۔

ایک شخص نے جب مجھ سے سوال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بھی نعت دیکھی جائے اس میں آپ کے کمالات کا ذکر نہیں ہوتا، آپ کی خوبیوں کا ذکر نہیں کیا جاتا صرف گیسوؤں اور زُلفوں کی تعریف ہوتی ہے تو میں سخت شرمندہ ہوا اور میں نے اسے یہ جواب دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو نعتیں لکھی ہیں وہ آپ دیکھیں۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہ نعتیں لکھی ہیں جن سے اسلام کی محبت ظاہر اور نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ جو شخص بھی ان نعتوں کو دیکھے کبھی خیال بھی نہیں کر سکتا کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسرِ شان کے لئے کوئی دعویٰ کرتا ہوگا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسرِ شان کرنے والے ہوں اور پھر حضور کی عزت و عظمت قائم کرنے کے لئے ایسی ایسی نعتیں بھی لکھیں۔ بالآخر میں کہتا ہوں آپ لوگ خدا تعالیٰ ہی سے راہنمائی حاصل کریں اور اس کے لئے یہ طریق اختیار کریں جو دعا کا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق عطا کرے کہ ہم صحیح رستے پر گامزن ہوں اور اس کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔

(انوار العلوم جلد 11 صفحہ 17 تا 23)

اُمّت مسلمہ کے مختلف فرقے

(تحریر: مکرم ملک سیف الرحمان صاحب ۔ مرحوم)

اہل السنت والجماعت کے علاوہ باقی فرقوں کو علی الاجمال دو قسموں میں منقسم کیا جاسکتا ہے۔

1۔ سیاست کی بنیاد پر فرقے جیسے شیعہ اور خوارج وغیرہ۔

2۔ عقائد اور نظریات کی بنیاد پر فرقے جیسے معتزلہ اور مرجئہ وغیرہ۔

تاریخی لحاظ سے شیعہ فرقہ سب سے پرانا ہے۔اس کے بعد خوارج کا نمبر آتا ہے۔اس کے بعد معتزلہ اور مرجئہ کا۔ زنادقہ بحیثیت فرقہ کافی عرصہ بعد نمایاں ہوئے اور مذکورہ بالا فرقوں میں گڈ مڈ ہوتے رہے۔ وہ صوفیہ جو حلول اور اباحت کے قائل ہیں ان کا شمار بھی بحیثیت فرقہ اہل السنت سے الگ ہوتا ہے۔ جیسے حلاَّجیہ جو مشہور صوفی منصور حلاج کے پیرو تھے۔اس کے بعد ہر بڑا فرقہ کئی ضمنی فرقوں میں بٹ گیا لیکن ان میں سے اکثر کی حیثیت برائے نام تھی۔

فرقہ پرستی اور تحزّب کا مضحکہ خیز انداز

بعض اوقات بڑے مضحکہ خیز طریقے سے فرقہ بندی کی مثالیں ملتی ہیں مثلاً۔ دو شخص تھے ایک کا نام شعیب تھا اور دوسرے کا میمون ۔میمون نے شعیب سے کچھ رقم قرض لی۔ایک مدت کے بعد شعیب نے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا تو میمون نے کہا اگر اللہ چاہے گا تو ادا کردوں گا۔ شعیب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور اُس کا حکم ہے کہ قرض حسب وعدہ ادا کیا جائے۔اس پر میمون نے جواب دیا کہ اگر اللہ چاہتا تو پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ میں قرض ادا نہ کر چکا ہوتا۔ اللہ کی مشیت تو پوری ہو کر رہتی ہے۔آخر یہ بحث اتنی بڑھی کہ دو فرقے پیدا ہو گئے جو شعیب کی حمایت کر رہے تھے وہ شُعَیْبِیّہ کہلائے اور جو میمون کے طرفدار تھے وہ مَیْمُوْنِیّہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ دونوں خوارج سے تعلق رکھنے والے فرقے ہیں۔اس طرح ایک فرقہ سے کئی نئے فرقے بنتے چلے گئے۔شیعہ خوارج اور معتزلہ کے کئی فرقے صرف کتابوں میں رہ گئے ہیں اور اب بحیثیت فرقہ ان کا نام ونشان تک نہیں ملتا۔البتہ ان کے کئی نظریات وخیالات کم وبیش کسی نہ کسی موجودہ فرقہ میں دیکھے اور سونگھے جاسکتے ہیں۔

(اعتذر الشیعة الامامیة انّ المنقّب فی التاریخ علیم بانّها تتراوح بین شکوکٍ و اوهام عرت بعض البسطاء وانفرضت بِمَوْتهم-----ولم یبق فی القوم مطمعٌ فَاُخِذُوْا و قُتِلوا تقتیلًا...ولم یقم المجتمع الدینی والبشری لهم وزنًا وعَمَّ الجمیع ان طَوَتْهُمْ مَعَ عَیِهِمُ الایّام و طَحَتْهُمْ بِکلکله الجدیدانُ فَعَادُوْا کحدیث امس الدهر، تنبیه بقلم محمد صادق آل بحر العلوم صفحه الف)

فی ابتداء فرق الشیعة (الشیخ الحسن بن موسیٰ النوبختی من اعلام القرن الثالث منشورات دار الاضواء بیروت لبنان طبع ثانی 1984ء)

....

مختلف فرقوں کا تفصیلی جائزہ

اھل تَشَیُّع

سب سے پہلے ہم شیعہ اور اُس کے مختلف ضمنی فرقوں کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔

شیعہ کے معنے

شیعہ کے معنے ساتھ دینے والے۔مدد کرنے والے پیرو کے ہیں چنانچہ شِیْعَةُ الرَّجلِ کے معنے ہوں گے اَتْبَاعُ الرَّجُلِ وَ اَنْصَارُہٗ یعنی کسی شخص کے پیرو اور پیچھے چلنے والے مددگار۔ یہ لفظ مفرد ،تثنیہ ،جمع ،مذکر ،مؤنث سب کے لئے یکساں استعمال ہوتا ہے۔قرآن کریم میں یہ لفظ دو جگہ مددگار اور ساتھی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔سورۃ القصص میں ہے:

وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلَانِ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ (القصص 16)

یعنی ایک دن موسیٰ شہر میں ایسے وقت آیا جبکہ شہر والے بے خبر پڑے آرام کر رہے تھے تو اُس نے وہاں دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ایک اُس کے حامیوں کے گروہ میں سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں میں سے۔ جو اُس کے حامیوں کے گروہ میں سے تھا اُس نے زیادتی کرنے والے دشمن کے خلاف موسیٰ سے مدد چاہی۔

دوسری جگہ سورۃ الصّافات کی آیت 84 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ

(الصّٰفّٰت۔84)

کہ نوحؑ کی پیروی کرنے والی جماعت میں ابراہیمؑ بھی شامل تھے۔ اصطلاح میں شیعہ مسلمانوں کے اُس گروہ کو کہتے ہیں جس کی تعریف یہ ہے:

کُلُّ مَنْ فَضَّلَ عَلِیًّا عَلَی الصَّحَابَةِ کُلِّهِمْ وَاعْتَقَدَ اَنَّہٗ اَحَقُّ بِاِمَامَةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَخِلَافَتِهِم

(فرق الشیعة صفحه 20 مؤلفه الشیخ الحسن بن موسیٰ النوبختی من اعلام القرن الثالث الهجری مطبع دار الاضواء بیروت لبنان دوسرا ایڈیشن 1984ء-

الف ۔ قال ابن حزم من قال اَنَّ علیًّا رضی اللہ عنه افضل الناس بعد رسول الله ﷺ فهو شیعیٌّ (الفصل فی الملل والاهواء والنحل۔ امام ابو محمد علی بن احمد بن حزم الظاهری المتوفی 456 هجری مطبع الادبیة مصر طبع 1317ھ

ب۔ من تولّٰی علیًّا و بنیه علیهم السلام و اقر بامامتهم (تاریخ الشیعة۔ الشیخ محمد حسین المظفر۔ دار الزهراء بیروت لبنان 1985ء

ج ۔ الفرق الشیعة کلهم تؤمن بحق علی فی الامامة وافضلیته علٰی زملا ئه من الصحابة (الصّلة بین التصوف و التشیّع صفحه ١٧ مصنفه ڈاکٹر کامل مصطفیٰ الشیبی مطبوعه مطبع دار المعارف مصر دوسرا ایڈیشن 1969ء)

شیعہ وہ ہے جو حضرت علیؓ کو تمام صحابہ سے افضل مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ امام المؤمنین اور خلیفۃ المسلمین بننے کے سب سے اوّل اور سب سے زیادہ حقدار علی ہیں تمام شیعہ بلحاظ مفہوم اس تعریف پر متفق ہیں۔شیعہ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا اور اہم فرقہ ہے اگر غلو پسند شیعہ فرقوں کو الگ رکھا جائے تو اعتدال پسند شیعوں کے اختلاف کی حیثیت قریباً قریباً وہی ہے جو اہل السنت والجماعت کے آپس کے باہمی اختلاف کی ہے۔حنفیہ اور مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ، قادریہ اور سہروردیہ، چشتیہ اور نقشبندیہ کا آپس میں جس طرح کا اختلاف ہے اسی طرح کا اختلاف اعتدال پسند شیعوں کا مذکورہ بالا فرقوں سے ہے۔عقائد کے لحاظ سے بھی اور فقہی احکام کے اعتبار سے بھی کیونکہ ان سب فرقوں کی بنیاد ایک ہی ہے۔یہ سب فرقے قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ کو اپنے اپنے مسلک کی بنیاد اور ماخذ تسلیم کرتے ہیں اور سب کا دعویٰ یہی ہے کہ جو کچھ وہ مانتے ہیں وہ قرآن وسنت سے ماخوذ اور مستنبط ہے۔

....

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کا مقام

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 601ء عیسوی میں پیدا ہوئے۔آپ آنحضرت ﷺ سے تیس (30) سال چھوٹے تھے۔ جب حضور مبعوث ہوئے اور آپ نے ماموریّت کا دعویٰ کیا اُس وقت حضرت علیؓ کی عمر دس سال تھی۔ چونکہ حضرت ابو طالب کے مالی حالات اچھے نہ تھے عیالداری زیادہ تھی نیز حضرت ابو طالب نے بچپن میں آنحضرت ﷺ کی پرورش بڑے پیار اور عمدہ طریق سے کی تھی اس لئے حضور ﷺ نے علیؓ کو اپنی تربیت میں لے لیا تا کہ اگر ایک طرف ابو طالب کا کچھ بوجھ ہلکا ہو تو دوسری طرف اُن کے احسان کا بدلہ بھی چکایا جاسکے۔ بہرحال علیؓ آنحضرت ﷺ کی زیر نگرانی اور آپ کی شفقت اور محبت کے سایہ میں پھلے پھولے۔حضور ﷺ مثل بیٹوں کے آپ سے پیار اور ہر طرح کی دلداری کرتے تھے۔

حضرت علیؓ بجائے خود بڑے بہادر ،حوصلہ مند، ایثارِ مجسم، عابد وزاہد، قناعت پسند اور مسلّمہ رُوحانی بزرگ تھے۔ کوئی حرص، کوئی لالچ آپ کے دل میں نہ تھا۔ دینی علوم میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔تمام صحابہؓ آپ کی دینی وجاہت اور علمی قابلیت کے معترف تھے اور سب دل سے آپ کا احترام کرتے اور آپ کی اس عظمت کے قائل تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ وہ خوبیاں ہیں جن کو تمام مسلمان کیا سُنّی اور کیا شیعہ سب تسلیم کرتے ہیں۔تاہم شیعہ حضرات کے نزدیک حضرت علی علیہ السلام کا مقام اس سے کہیں زیادہ بلند تھا اور اسی وجہ سے شیعہ آپ کو آنحضرت ﷺ کا خلیفہ بلافصل مانتے ہیں۔حضرت علیؓ کی اُن فضیلتوں کی تفصیل جو شیعہ حضرات کی طرف سے پیش کی جاتی ہے یہ ہے:

استحقاق خلافت وامامت بلافصل

اہل تشیع کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اُن کے بعد ان کی اولاد خلافت بلافصل اور دینی قیادت کی زیادہ حقدار ہے اور اس کی مندرجہ ذیل وجوہات شیعہ حضرات کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں۔

1۔ کَانَ عَلِیٌّ اَوَّلَ الْاِسْلَامِ ۔حضرت علیؓ اس لحاظ سے پہلے مسلمان ہیں کہ مردوں میں سے سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا جبکہ آپ کی عمر اس وقت دس سال تھی۔عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی خاتون حضرت خدیجہؓ تھیں نیز علیؓ نے کبھی بتوں کی عبادت نہیں کی اور یہ امتیاز کسی اور صحابی کو حاصل نہیں۔

2۔ کَانَ عَلِیٌّ اَقْرَبَ النَّاسِ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ۔حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ سے رشتہ میں قریب تر اور آپ کے وارث تھے کیونکہ حضرت علی آپ کے چچا زاد بھائی تھے۔حضور نے بچپن سے ہی اُنہیں اپنی نگرانی میں لے لیا تھا۔بڑے پیار اور محبت سے ان کی تربیت کی۔انہیں اپنا ربیب بنایا۔ اپنی پیاری بیٹی فاطمہؓ ان کو بیاہ دی اور اسی ذریعہ سے آپ کی نسل آگے چلی۔ گویا مسلمانوں میں حضور ﷺ کے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار حضرت علیؓ تھے اس لئے وہ آپ ﷺ کی نیابت کے زیادہ حقدار ہیں۔

3۔ کَانَ عَلِیٌّ اَخَا النَّبِیِّ ﷺ بِالْمُؤَاخَاةِ الدِّیْنِیَّةِ۔ جب حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں مسلمانوں میں مؤاخات کی تحریک جاری کی تو حضورؐ نے حضرت علیؓ کو اپنا دینی بھائی بنایا۔

(تاریخ الشیعة صفحه 18، تاریخ الفرق الاسلامیة صفحه 33۔ جبکہ طبقات ابن سعد میں ہے کہ آپ نے علیؓ اور سہیل بن حنیف کے مابین مؤاخات کرائی تھی۔ طبقات جلد 3 صفحہ 23)

4۔ کَانَ عَلِیٌّ خَلِیْفَتَهٗ عَلٰی وَدَائِعِهٖ ۔ہجرت کے وقت آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنے پیچھے اپنے نائب کے طور پر چھوڑا تا کہ علیؓ وہ امانتیں اُن کے مالکوں تک پہنچائیں جو انہوں نے حضورؐ کے پاس رکھوائی ہوئی تھیں۔

5۔ کَانَ عَلِیٌّ خَلِیْفَتَهٗ فِیْ اَهْلِهٖ۔ حضرت علیؓ حضورؐ کے گھریلو معاملات کے نگران اور ذمہ دار تھے اور اس لحاظ سے ایک گونہ آپؐ کے نائب تھے۔

6۔ کَانَ عَلِیٌّ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی علیہ السلام ۔ یعنی جو مقام حضرت موسیٰ کی نسبت سے ہارون کا تھا وہ مقام حضورؐ کی نسبت سے حضرت علیؓ کا تھا۔ (حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی زندگی میں ہی وفات پاگئے تھے۔ ففکّر)

7۔ کَانَ عَلِیٌّ بَابَ مَدِیْنَةِ الْعِلْمِ یعنی آنحضرت ﷺ نے آپ کے حق میں فرمایا اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا گویا حضورؐ نے حضرت علیؓ کو اپنے روحانی علوم کا حامل قرار دیا جس میں یہ اشارہ تھا کہ آئندہ علومِ نبوت حضرت علیؓ کے واسطہ سے لوگوں تک پہنچیں گے اور یہ فیضان الٰہی اُن کے ذریعہ جاری ہوگا۔

(کیا شہر کا ایک ہی دروازہ ہوا کرتا ہے؟ نیز حدیث اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ بھی قابل غور ہے۔مشکوٰۃ کتاب المناقب باب مناقب صحابہ رضی اللہ عنہ)

8۔ کَانَ عَلِیٌّ اَزْهَدَ الصَّحَابَةِ یعنی حضرت علیؓ بڑے عابد، زاہد، قناعت پسند اور عدل وانصاف کے دلدادہ تھے۔

9۔ کَانَ عَلِیٌّ اَعْلَمَ الصَّحَابَةِ یعنی حضرت علیؓ روحانی علوم میں سب صحابہؓ سے آگے تھے اور قیادت دینی اور امامت کے لئے علمی فوقیت اصل معیار ہے۔

10۔ کَانَ عَلِیٌّ صَاحِبَ لِوَاءِ النَّبِیِّ ﷺ یعنی

خیبر کی جنگ میں آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا جھنڈا دیا اور کہا علیؓ وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پیارا ہے۔ چنانچہ آپ کی قیادت میں خیبر کا ایک بڑا مضبوط قلعہ سر ہوا۔

11۔ كَانَ عَلِيٌّ مِنْ آلِ النَّبِيِّ ﷺ ۔یعنی حضورؐ نے آیت تطہیر کے نزول کے وقت حضرت علیؓ کو اپنی آل میں شامل فرمایا تھا اور آپؐ کی آل میں سے ہونا ایک ایسا اعزاز ہے جو کسی اور صحابی کو نصیب نہیں ہوا۔

(آیت تطہیر کا سیاق و سباق بتاتا ہے کہ اس میں ازواج مطہرات بدرجہ اول شامل ہیں اور اگر مذکورہ بالا روایت انہی الفاظ میں مستند اور صحیح ہے تو اس کے سوائے اس کے اور کوئی معنے نہیں کہ حضورؐ نے اس طرح خواہش کا اظہار کیا تھا اور دعا کی تھی کہ یہ لوگ بھی ان برکات کے حامل ہوں جو آیت تطہیر میں گنوائی گئی ہیں۔ نیز حدیث كُلُّ تَقِيٍّ فَهُوَ آلِيْ بھی قابل غور ہے۔ (اخرجه الطبرانی۔ نیل الاوطار جلد 2 صفحه 285)

12۔ كَانَ عَلِيٌّ وَصِيَّ النَّبِيِّ ﷺ یعنی آنحضرت ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد علیؓ خلیفہ اور نائب ہوں گے۔ نیز خم غدیر کے موقع پر حضرت علیؓ کے بارہ میں فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ کہ جس کا میں مولا اور دوست ہوں علیؓ بھی اُس کے مولا اور دوست ہیں۔ اے اللہ جو علیؓ سے محبت رکھے اور اُس کا بھلا چاہے تو بھی اُس سے محبت رکھ اور اُسے برکات عطا کر اور جو علیؓ سے دشمنی رکھے اور اُس کا بُرا چاہے تو بھی اس سے دشمنی رکھ اور اُسے ہر قسم کی برکات سے محروم کردے۔

(تاریخ الشیعة صفحه 21)

13۔ كَانَ عَلِيٌّ وَصِيَّ الله تعالیٰ شانهٗ ۔یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کر دیں کہ ان کے بعد علی خَلِيْفَةُ الْمُسْلِمِيْن اور امیر المومنین ہوں گے۔

(اثبات الوصية للمسعودی صفحه 121۔ اصول الكافی جلد اول صفحه 289۔ جلد اوّل صفحه 285)

یہ وصیت قرآن کریم کے ساتھ ایک صحیفہ کی شکل میں نازل ہوئی تھی اور آنحضرت ﷺ تو اللہ کے اس حکم کو لوگوں تک پہنچانے کے پابند تھے۔ چنانچہ آیت کریمہ

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ۔

(المائدة 68)

میں اسی آسمانی وصیّت کی تبلیغ کی طرف اشارہ ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں تاریخ الفرق الاسلامیه صفحه 33 و صفحه 109 مؤلفه العلامه الشیخ محمد خلیل الزین تشیع المسلک مطبوعه مطبع مؤسّسة الأعلمی للمطبوعات بیروت لبنان طبع ثانی 1985ء۔ تاریخ الشیعة صفحه 19، 20 مؤلفه الشیخ محمد حسین المظفر تشیع المسلک مطبوعه مطبع دار الزهرا بیروت ۔ لبنان 1985ء ۔ علی و بنوه صفحه 15 و 68، 69 مؤلفه طٰهٰ حسین مطبوعه مطبع دار المعارف قاهره مصر ایڈیشن دوم، 1982ء۔ الکامل جلد 2 صفحه 63 علامه عزالدین علی بن ابی الکرم محمد المعروف بابن الاثیر مطبوعه اداره الطباعة المیسریه مصر 1349ھ)

....

حضرت علیؓ کے حق میں وصیّت والی روایتوں پر اہلسنت والجماعت کا تبصرہ

مذکورہ بالا وجوہات میں سے کوئی وجہ بھی حضرت علیؓ کے استحقاقِ خلافت بلافصل کو بالصراحت ثابت نہیں کرتی۔

(زیادہ سے زیادہ ان مبینہ فضائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض دوسرے صحابہ کی طرح حضرت علی کرم اللہ وجھہ میں بھی خلیفہ راشد بننے کی صلاحیت موجود تھی لیکن خلیفہ تو کسی ایک نے منتخب ہونا تھا۔ صحابہ نے بعض مصالح کی بناء پر حضرت علیؓ کی بجائے حضرت ابوبکرؓ کو ترجیح دی۔ **ولنعم ما قیل ان الصحابة عرفوا الاهل البیت مکاناتهم من النبی واستحقاقهم لکل کرامة و لٰکنهم مع ذلک صرفوا الخلافة الی من هو اقدر علی النهوض بامر الخلافة واعباء السلطان کما شهد التاریخ بصدق ما قیل** (علیّ و بنوه صفحه 181)

سوائے آخری دو وجوہات کے کہ اگر یہ دونوں وجوہات ثابت ہوں تو یہ حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کی زبردست دلیل ہیں لیکن ان دو وجوہات کا اور اس قسم کی کسی وصیّت کا نہ کوئی قطعی اور مستند تاریخی ثبوت ہے اور نہ کوئی دینیاتی بلکہ وصیت کا نظریہ بہت بعد کی پیداوار ہے اور اس کا موجد جیسا کہ تواریخ سے ثابت ہے عبداللہ بن السوداء یہودی الاصل ہے جس نے حضرت علیؓ کی خلافت کے آخری دور میں یہ چرچا کیا کہ اُس نے تورات میں یہ پڑھا ہے کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اس لئے آنحضرت کے وصی علیؓ ہیں اور جس طرح آنحضرت خاتم الانبیاء ہیں اسی طرح علیؓ بھی خاتم الاوصیاء ہیں۔

(اَلْفَرقُ بین الفرق 178)

بہرحال نظریہ وصیت کے غلط ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کی حضرت علیؓ اور ان کی فاطمی اولاد کے حق میں وصیت ہوتی اور اُمت کو اپنا امام بذریعہ شوریٰ منتخب کرنے کا حق نہ ہوتا تو صحابہ کبھی بھی آنحضرت ﷺ کے اس صریح حکم کی خلاف ورزی نہ کرتے کیونکہ صحابہؓ کی اطاعت، ان کی آنحضرت ﷺ سے وفا اور محبت تاریخ کا ایسا واقعہ ہے جس کی تائید خود قرآن کریم کرتا ہے اور تاریخ کا کوئی منصف مزاج مؤرخ اس حقیقت کا انکار نہیں کرسکتا۔ قرآن کریم نے صحابہ کو اس فرمانبرداری اور فدائیت کا سرٹیفکیٹ کئی جگہ دیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانیوں کو بنظر احسان دیکھا، ان کو قبول کیا اور اُن سے راضی ہو گیا۔ چنانچہ حدیبیہ کے مقام پر صحابہ کی بیعت رضوان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”اللہ اس وقت مومنوں سے بالکل خوش ہوگیا اور راضی ہوگیا جبکہ وہ درخت کے نیچے تیری بیعت کر رہے تھے اور اُس نے ان کے دلوں کے ایمان کو خوب جان لیا ہے۔ اس کے نتیجے میں اس نے ان پر سکینت اور اطمینان نازل کیا اور قریب آنے والی انہیں فتح بخشی“۔ (الفتح 19)

پھر فرمایا:

”اور مہاجرین اور انصار میں سے جو سبقت لے جانے والے ہیں اور جو کامل اطاعت اور پورے خلوص سے ان کے پیچھے چلے (جن کو تابعین کہا جاتا ہے) اللہ اُن سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔ اُس نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے اندر نہریں بہتی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“ (التّوبة۔19)

پھر فرمایا:

”محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو اُن کے ساتھ ہیں (یعنی صحابہؓ) وہ معاند منکروں کے خلاف بڑا جوش رکھتے ہیں، لیکن آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملاطفت اور محبت کا سلوک کرتے ہیں۔ جب تو انہیں دیکھے گا تو رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا پائے گا (یعنی ہر قسم کے شرک سے پاک، صرف اللہ کی فرمانبرداری کرنے والا اور اسی کی عبادت کرنے والا پائے گا) وہ اللہ کے فضل اور اُس کی رضا کی جستجو میں رہتے ہیں۔ اُن کی شناخت اُن کے چہروں پر سجدوں کے نشان کے ذریعہ موجود ہے۔ اُن کی یہ حالت تورات اور انجیل میں بھی بیان ہوئی ہے۔ . . . اللہ نے مومنوں اور ایمان کے مطابق عمل کرنے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو مغفرت اور اجر سے نوازے گا۔“

(الفتح۔30)

اللہ تعالیٰ جن لوگوں کا یہ وصف بیان کرتا ہے اور اُن سے راضی اور خوش ہونے کا بتاتا ہے کیا اُن سے یہ توقع ممکن ہے کہ وہ سب کے سب آنحضرت ﷺ کی وفات کے معاً بعد آپ کے نافرمان بن جائیں گے۔

آپ کے اس حکم کو بھول جائیں گے جو اللہ کے ارشاد کے مطابق صحابہؓ کو دیا تھا اور حضرت علیؓ کے حق میں آپ نے جو واضح وصیت فرمائی تھی اُسے نظر انداز کردیں گے۔

[حضرت ابوبکرؓ آنحضرتؐ کے کتنے فرمانبردار اور آپ پر کتنے فدا تھے اس کا ثبوت جیش اسامہ کے واقعہ سے پتا چلتا ہے۔ بڑے صحابہ مشورہ دے رہے ہیں کہ لشکر کی روانگی ملتوی کردی جائے لیکن آپ نے کہا کہ خلیفۃ الرسول بننے کے بعد پہلا کام میں یہ کروں کہ حضور کے فیصلہ کو بدل دوں (الکامل لابن اثیر جلد 2 صفحہ 317)]

جب آنحضرت ﷺ کے جانشین اور خلیفہ کے بارہ میں مشورہ ہو رہا تھا اُس وقت کسی صحابی کو یہ توفیق نہ ملی کہ وہ حضور کی اس وصیّت کا حوالہ دیتا کہ حضور تو حضرت علیؓ کے حق میں وصیت کر گئے ہیں۔ دوسرے دلائل تو بعض صحابہ نے دیئے مثلاً حضرت علیؓ یا عباسؓ آنحضرت ﷺ کے قریبی رشتہ دار ہیں اس لئے انہیں جانشین ہونا چاہیے لیکن کوئی بھی معتبر روایت نہیں کہ کسی نے اس موقع پر آپ کی وصیّت کو بطور دلیل پیش کیا ہو یہاں تک کہ حضرت علیؓ بھی اپنا حق جتانے کے لئے اُس وقت یہ دلیل پیش نہیں کرتے۔

پھر حضرت علیؓ نے بعض روایتوں کے مطابق دوسرے یا تیسرے روز حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔ اس موقع پر آپ نے یہ شکایت تو کی کہ اتنے اہم معاملہ میں مجھ سے مشورہ نہیں کیا گیا (كَمَارُوِيَ) لیکن یہ اظہار نہ کیا کہ میرے حق میں تو آنحضرت ﷺ کی وصیت تھی۔ آپ کا بیعت کرلینا یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ کے حق میں کوئی وصیت نہ تھی ورنہ آپ آنحضرتؐ کی صریح نافرمانی کرنے والے کی بیعت ہرگز نہ کرتے کیونکہ یہ جرم اُس جرم سے بڑا تھا جس کا یزید نے ارتکاب کیا تھا جس کی وجہ سے حضرت امام حسینؓ نے یزید کی بیعت نہ کی تھی بلکہ اس کے خلاف تلوار اُٹھائی۔

پھر اگر ہم اس واقعہ کو درست مان لیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کے حق میں وصیّت کی تھی جسے نعوذ باللہ صحابہؓ نے تسلیم نہیں کیا تو قرآن شریف کا اعتبار اُٹھ جاتا ہے اور اُس کی اُن متعدد تصریحات میں کوئی وزن باقی نہیں رہتا جو صحابہ کی قربانیوں کی قبولیت کے بارہ میں وہ دہرا دہرا کر اور تکرار کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ لہٰذا کوئی روایت خواہ کوئی اس کا نام حدیث رکھ لے درست نہیں ہوسکتی جو قرآن کریم کے خلاف ہو اور اس کی تصریحات کی تردید کرتی ہو اور اس کے بیان کردہ واقعات کو جھٹلاتی ہو۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا وہ طرز عمل بھی کسی وصیّت کے واقعہ کی تردید کرتا ہے جو آپ نے اپنے سے پہلے تینوں خلفاء کے بارہ میں اختیار کئے رکھا۔ کیونکہ شیعہ حضرات بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ تینوں خلفاء کے ساتھ پورا پورا تعاون کرتے رہے۔

(چنانچہ مؤرخین نے لکھا ہے۔ **كَانَ عَلِيٌّ مُوَفَّقًا اِذًا كُلَّ التَّوْفِيْق نَاصِحًا لِلّٰهِ وَلِلْاِسلام كُلَّ النَّصح حِيْنَ اِمْتَنَعَ عَلٰى هٰذَيْنِ الشَّيْخَيْنِ فَلَمْ يَنْصَبْ نَفْسَهُ لِلْخلافة ولم يُنَازِعُهَا اَبَا بَكْرٍ وانَّمَا بَايَعَهُ كَمَا بَايَعَهُ النَّاس۔ (علی و بنوہ صفحہ 18) ۔ فَقَدْ كَانَ عَلِيٌّ مُؤْمِنًا بِالْخِلَافَةِ كَمَا تَصَوَّرَهَا الْمُسْلِمُوْنَ اَيَّامَ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ۔ (علی و بنوه صفحه 59) ۔ و قال علیٌّ فی مکتوبه لمعاوية و لَعَمْرِيْ اِنَّ مَكَانَهُمَا (ای مکان ابی بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ) من الاسلام لعظيمٌ وان المصاب بهما لَرُزْئٌ جليل ۔ (علی و بنوه صفحه 67)** ۔

ہر اہم مشورہ میں آپ شریک ہوتے جو وظائف حضرت عمرؓ کی طرف سے صحابہ کے مقرر ہوتے رہے وہ بڑی خوشدلی کے ساتھ حضرت علیؓ بھی قبول کرتے۔

اگر نعوذ باللہ یہ خلفاء اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے نافرمان ہوتے اور حق خلافت انہوں نے غصب کیا ہوتا تو یہ ممکن نہ تھا کہ علیؓ اُن سے کسی قسم کا تعاون کرتے۔ علاوہ ازیں حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کا جب باہمی اختلاف ہوا اور اس سلسلہ میں دونوں کی خط و کتابت ہوئی تو اس میں بھی حضرت علیؓ کی طرف سے یہ دلیل پیش نہیں کی گئی کہ میرے حق میں تو آنحضرت ﷺ کی وصیّت موجود ہے۔ تاریخ میں یہ خط و کتابت محفوظ ہے۔ اپنے خطوط میں حضرت علیؓ نے حق پر ہونے کے متعدد دلائل تحریر کئے ہیں لیکن کسی ایک خط میں بھی اپنے وصی ہونے کی دلیل پیش نہیں کی، بلکہ ایک خط میں حضرت علیؓ نے لکھا ہے کہ ان کے چچا عباسؓ اور امیر معاویہؓ کے والد ابوسفیانؓ نے آپ کو یہ پیشکش کی تھی کہ وہ آپ کی بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں کیونکہ خلافت اور امارت بوجہ قرابت آپ کا حق ہے لیکن آپ نے فرمایا خلافت قائم ہوچکی ہے۔ لوگوں نے بیعت کرلی ہے۔ اب میں تفریق بین المسلمین کا باعث نہیں بننا چاہتا اس طرح آپ نے ان دونوں بزرگوں کی پیشکش کو مسترد کردیا۔

(علی و بنوه صفحه 67 تا 69)

اگر کوئی وصیّت آپ کے حق میں ہوتی تو آپ کو اِسْتِرْدَاد کا کوئی حق نہیں پہنچتا تھا۔

پھر جب آپ کی شہادت کا وقت قریب آیا اور لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ اپنے جانشین کے بارہ میں وصیّت کر جائیں تو آپ نے ایک روایت کے مطابق فرمایا۔ اَتْرُكُكُمْ كَمَا تَرَكَكُمْ رَسُوْلُ اللهِ۔

(طبقات ابن سعد جلد 3 صفحه 34)

زیدیہ شیعہ جو حضرت امام زین العابدینؓ کے صاحبزادہ امام زید کے پیرو ہیں وہ یہ مانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کا نام لے کر کوئی وصیت نہیں کی تھی بلکہ اپنے بعد بننے والے خلیفہ کے اوصاف بیان کئے تھے جو حضرت علی پر منطبق ہوتے تھے۔

حضرت امام حسنؓ نے اپنی خلافت کے بارہ میں جو خط و کتابت امیر معاویہؓ سے کی اس میں بھی وصیّت کی دلیل کا کوئی ذکر نہیں بلکہ امیر معاویہؓ نے جب آپ کو یہ

پیشکش کی کہ اگر آپ میرے حق میں دست بردار ہو جائیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کو اپنا ولی عہد مقرر کر دوں گا اس پر آپ نے فرمایا: اَنَّهٗ لَيْسَ لِمَعَاوِيَةَ اَنْ يَعْهَدَ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْ يَكُوْنَ الْاَمْرُ شُوْرٰى وَ فِىْ رِوَايَةٍ كتب اَنْ يَكُوْنَ الْاَمْرُ شُوْرٰى بَعْدَ مَوْتِ مَعَاوِيَةَ۔ (علیؓ و بنوہ لطٰہ حسین مصری صفحہ 65، 68، 76، 83، 142، 177-178، 183، 185 بحوالہ بلاذری، طبری، مقاتل الطالبین)

تحکیم کی تجویز کو قبول کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت علیؓ بطور وصی حق خلافت کے دعویدار نہ تھے ورنہ تحکیم کی تجویز بے معنی ہوتی۔ کم از کم تحکیم کے سلسلہ میں جو حکَمْ نامہ لکھا گیا تھا اُس میں وصیت کی دلیل کا ذکر ہونا چاہیے تھا۔ وصیت کے نظریہ کے متعلق یہی رویہ حضرت امام حسینؓ، حضرت امام زیدؒ اور حضرت امام محمد بن الحنفیہؒ کا بھی تھا۔ ان میں سے ہر ایک نے (حسب بیان تاریخ) خلافت کے حقدار ہونے کا دعویٰ کیا اور قرابت داری کی دلیل پیش کی لیکن کسی نے بھی وصیت کی دلیل کو پیش نہیں کیا حالانکہ اگر حضرت علیؓ اور آپ کی اولاد کے بارہ میں وصیت ہوتی تو دعویٰ خلافت کے لئے وصیت کا واقعہ سب سے بڑی دلیل کی حیثیت رکھتا تھا۔ پھر وصیت کے معین الفاظ بھی کسی معتبر تاریخ یا کسی مستند متفق علیہ حدیث میں محفوظ نہیں ہیں جن سے قطعی طور پر یہ ثابت ہو کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا جانشین اور خلیفہ نامزد فرمایا تھا۔ غدیر خم والا واقعہ اگر غور کیا جائے اور دوسرے واقعات کو مدّنظر رکھا جائے تو اس سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ چند ایک منافقوں نے حضرت علیؓ کے بارہ نازیبا رویہ اختیار کیا تھا جیسا کہ خاندان نبوت یا جس کو اللہ تعالیٰ نے قیادت کا شرف بخشا ہو اس کے بارہ میں منافقین کا بالعموم طرز عمل ہوا کرتا ہے جس سے اکثریت کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ آنحضرت ﷺ نے اس ناواجب نکتہ چینی کا ازالہ فرمایا، باقی سارا افسانہ ہے۔ زوائد حاشیے ہیں جو بہت بعد کی پیداوار ہیں اور وضع حدیث کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت علیؓ کے بارہ میں وصیت کی جو روایات ہیں ان میں سے ایک روایت یوں ہے کہ جب آیت کریمہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (الشعراء۔ 215) اتری تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو (جن کی عمر اس وقت دس سال کے قریب تھی) بلا کر کہا کہ میں اپنے رشتہ داروں کی دعوت کرنا چاہتا ہوں اس کا انتظام کرو اور اس کے لئے بنو عبدالمطلب کو بلاؤ۔ چنانچہ جب وہ سب آگئے تو کھانا پیش کیا گیا۔ جب سب کھا چکے تو آپ نے تبلیغ شروع کی اور فرمایا کہ میں ایک بہترین پیغام لایا ہوں اسے قبول کرو اور میری مدد کرو۔ جو سبقت کرے گا وہ میرا بھائی، میرا وصی اور خلیفہ ہوگا۔ سب نے انکار کیا صرف علیؓ نے کہا کہ میں قبول کرتا ہوں۔ اس پر آپ نے علیؓ کو گردن سے پکڑا اور کہا یہ میرا بھائی، میرا وصی اور خلیفہ ہوگا۔ اس پر لوگ ہنستے ہوئے اُٹھ کر چلے گئے۔

یہ روایت متعدد الفاظ میں مختصراً اور تفصیلاً مختلف کتب میں آئی ہے۔ اس وقت میرے سامنے تاریخ طبری ہے جس کے صفحہ 216 جلد 2 پر یہ حدیث مفصل درج ہے لیکن اس کے راویوں میں کوئی ضعیف ہے تو کوئی کذّاب۔ مثلاً اس روایت کا پانچواں راوی اَلْمِنْهَالُ بِنْ عَمرو ہے جس کو اسماء الرجال کے بعض ماہرین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اُسے سَيِّئُ الْمَذْهَب کہا ہے۔ ابن حزم نے بھی اس پر اعتراض کئے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ یہ دو درہموں کے لئے بھی گواہی دے تو قبول نہ کرو۔ پھر یہ

عبداللہ بن الحارث سے یہ حدیث روایت کرتا ہے حالانکہ براہ راست اس نے یہ حدیث عبداللہ سے نہیں سنی اور درمیان میں راوی رہ گیا ہے۔ بعض روایات میں سعید بن جُبیر کا ذکر آتا ہے۔ بہر حال یہ روایت منقطع ہے۔ اس کا چوتھا راوی عبدالغفار بن القاسم ہے۔ علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ غیر ثقہ اور رافضی ہے۔ علی مدینی کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ یحیٰی بن مُعین کہتے ہیں لَيْسَ بِشَيْءٍ یہ بے حیثیت انسان ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں اہل حدیث اسے قوی نہیں مانتے۔ ابو داؤد کہتے ہیں یہ کذّاب ہے۔ النسائی کہتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے۔ ... ابن حبان کہتے ہیں۔ یہ شراب پیا کرتا تھا۔ احادیث کو اُلٹ پلٹ کر دیا کرتا تھا۔ لَايَجُوْزُ الْاِحْتِجَاجُ بِهٖ اس کو بطور سند قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح باقی راویوں میں سے کسی پر کذّاب ہونے کا الزام لگا ہے اور کسی کو ضعیف اور متروک الحدیث قرار دیا گیا ہے۔ غرض وصیّت سے متعلق تمام روایات کی اگر چھان بین کی جائے تو کوئی بھی روایت ایسی نہیں ملے گی جس کی سند کے سارے راوی ثقہ اور مقبول الحدیث ہوں۔ ایسے ہی راوی ملیں گے جن میں سے کوئی ضعیف ہے، کوئی متروک الحدیث ہے اور کوئی کذّاب ہے۔

یاد رہے کہ ابن جریر طبری تیسری صدی کے ایک مؤرخ ہیں اور جیسا کہ اس زمانہ میں رواج تھا کہ ہر رطب و یابس جو سُنا تاریخ میں درج کر دیا جاتا تھا۔ یہ ناقدین کا کام ہے کہ وہ صحیح اور غلط کی چھان بین کریں اور درست اور نادرست میں امتیاز کی راہیں نکالیں۔

خود شیعہ مصادر میں یہ روایت موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ کا کوئی صریح اور مستند ارشاد موجود نہیں جس کا تعلق حضرت علیؓ کے حق میں وصیّت سے ہو۔ چنانچہ ایک شیعہ مؤرخ لکھتے ہیں۔ قَالَ صَاحِبُ كِتَابِ اَلْمَهْدِيَّةِ فِى الْاِسْلَامِ لَمَّا كَانَ الرَّسُوْلُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَدْ لَحِقَ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى دُوْنَ اَنْ يُدْلِيَ بِرَاْيٍ صَرِيْحٍ يَنْقُلُهٗ اِلَيْنَا مَصْدَرٌ مُوَثَّقٌ بِهٖ (فِىْ اَمْرِ النِّيَابَةِ وَ الْخِلَافَةِ) فَقَدْ تَشَعَّبَتِ الْآرَآءُ وَتَبَايَنَتِ الْاَهْوَآءُ

(تاریخ الفرق الاسلامیۃ صفحہ 11)

یعنی آنحضرت ﷺ نے وفات سے پہلے خلافت اور نیابت کے بارہ میں کسی رائے کا اظہار نہیں کیا تھا۔ کوئی مستند قابل اعتبار روایت کسی ایسی رائے کے اظہار کے بارہ میں موجود نہیں ہے۔

....

نہج البلاغہ

ایک بے سند مجموعہ ہے جو دوسری صدی کے آخر میں ترتیب کے مراحل سے گزرا۔ یہی حال اُن کتابوں کا ہے جو الوصیۃ یا اثبات الوصیّت کے نام سے فروغ پائیں جن کے ذریعہ ایک یہودی نژاد منافق کے تصور کو پروان چڑھایا گیا۔ دراصل فتنہ کے دور میں بنو اُمیّہ کے مقابل میں اس دوڑ کا آغاز ہوا۔ پھر نئی روایات گھڑی گئیں کہ حضرت امام شافعیؒ کو مجبوراً یہ کہنا پڑا کہ:

مَا رَاَيْتُ فِىْ اَهْلِ الْاَهْوَاءِ قَوْمًا اَشَدَّ بِالزُّوْرِ مِنَ الرَّافِضَةِ وَ صَنَعُوْا فِىْ فَضَائِلِ عَلِيٍّ وَ اَهْلِهٖ اَلَافَ الْاَحَادِيْثِ۔

(الامام الشافعی صفحہ 213)

حالانکہ امام شافعیؒ حُبِّ اہل بیت نبوی میں مشہور تھے اور آپ نے اس سلسلہ میں مشکلات اور اعتراضات کا سامنا بھی کیا۔

چنانچہ آپ نے بعض اوقات شعر کے ذریعہ اس قسم کی مشکلات کا ذکر فرمایا۔ مشہور ہے کہ آپ بطور تمثیل یہ شعر بکثرت پڑھتے۔

اِنْ كَانَ رَفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ
فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّىْ رَافِضِىْ

شیعہ روایات میں وصیت کی دلیل کا ذکر پہلی بار 300ھ کے بعد حضرت امام جعفرؒ کی طرف منسوب چند روایتوں میں آیا ہے۔ انہوں نے بھی کسی روایت میں یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ واقعہ کس ذریعہ سے اُن تک پہنچا ہے۔ نیز ان سے بعض روایات میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو یہ تاکید کر دی تھی کہ وہ کسی سے اس وصیّت کا ذکر نہ کریں۔ اس راز کے انکشاف کے پہلے مجاز حضرت امام جعفر صادق بیان کئے گئے ہیں۔

(اصول الکافی للکلینی جلد 2 صفحہ 278 - مرتبہ ثقۃ الاسلام ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلینی المتوفی 329ھ - دار الکتب الاسلامیہ تہران طبع ثالث 1388ھ - اثبات الوصیۃ صفحہ 121 علامہ ابو الحسن علی بن الحسین المسعودی المتوفی 346ھ مکتبہ بصیر فی قم ایران طبع خامس)

پس جو وصیت ایسی ہے جس کا دوسروں کو علم ہی نہیں اور جن قریبی لوگوں کو علم ہے ان کو انکشاف کی اجازت نہیں وہ وصیت دوسرے لوگوں کے لئے حجت کیسے ہو سکتی ہے؟

پھر جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے اور واقف حال لوگ جانتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادقؒ کی طرف اتنی متضاد روایات منسوب کی گئی ہیں کہ اعتبار کی کوئی بنیاد ہی باقی نہیں رہتی اور اس قسم کے تضاد کی بناء پر محققین نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ متعدد مفاد پرست عناصر آپ کے نام سے فائدہ اُٹھا کر آپ کی طرف منسوب کر کے ایسی غلط باتوں کو رواج دیتے رہے جن کی اسلام میں کوئی اصل نہیں بلکہ وہ باتیں اسلامی احکام کے صریح خلاف ہیں۔

(دعائم الاسلام صفحہ 63، 64۔ ابو حنیفہ النعمان بن محمد المغربی الشیعی الاسماعیلی دار المعارف مصر 1951ء۔)

خود شیعہ حضرات کی اکثریت بھی بالعموم صحیح معنوں میں وصیّت کے عقیدہ پر قائم نہیں رہی۔

کوئی پہلے امام کو ہی مہدی مانتا تھا، کوئی تیسرے امام پر بس ہو گیا۔ کوئی چوتھے یا پانچویں وغیرہ کو آخری امام مانتا تھا اور شیعہ اثنا عشریہ بارہویں امام پر آ کر رہ گئے اور اُس کو زندہ، غائب اور مہدی منتظر ماننے پر مجبور ہوئے۔ جب غائب اور منتظر ہی ماننا ہے تو پھر اُن لوگوں کا مسلک کیوں نہ صحیح سمجھ لیا جائے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو زندہ، غائب اور مہدی منتظر مانتے ہیں۔ بارھویں امام تک سلسلہ چلانے کے تکلف کی کیا ضرورت ہے؟ اس سے تو اسماعیلی شیعوں کا مسلک زیادہ معقول ہے جو امام حاضر کی بیعت کے قائل ہیں اور ایک امام کے فوت ہو جانے کے بعد دوسرے امام کو مان لیتے ہیں۔

(تفصیلی حوالہ جات کے لئے دیکھیں۔ الطبقات ابن سعد جلد 3 صفحہ 14 دار صادر بیروت 1957ء - تاریخ یعقوبی جلد 2 صفحہ 83، لاحمد بن یعقوب دار صادر بیروت 1960ء - اصول الکافی جلد اول صفحہ 24 و 278۔ ثقۃ الاسلام ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلینی المتوفی 329ھ دار الکتب الاسلامیہ تہران طبع ثالث 1388ھ - نہج البلاغہ جلد اوّل صفحہ 24۔ الشریف ابو الحسن محمد الرضی ناشر دار البلاغۃ مطبعۃ الاستقامۃ بیروت لبنان طبع 1985ء - مقاتل الطالبین صفحہ 38 تا 73، ابو الفرج الاصفہانی المتوفی 356ھ دار المعرفۃ بیروت لبنان - المہدیۃ فی الاسلام صفحہ 182 سعد محمد حسن من علماء الازھر مطبع دار الکتب العربی مصر طبع 1953ء - تاریخ الامم و الملوک جلد 2 صفحہ 216 ابو جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی 310ھ مطبع الحسینیہ المصریہ طبع اول - میزان الاعتدال فی نقد الرجال جلد 2 صفحہ 192، جلد 3 صفحہ 468، 530، جلد 4 صفحہ 192۔ ابو عبداللہ محمد بن احمد الذہبی المتوفی 748ھ مطبع عیسی البابی الحلبی - تہذیب التہذیب جلد 10 صفحہ 319۔ ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی المتوفی 852ھ مطبع دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن طبع اوّل۔ کتاب المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین جلد 2 صفحہ 143 و 303۔ امام محمد بن حبان المتوفی 354ھ ناشر دار الوغی حلب سوریہ 1975ء - الکشف الحثیث عمن روی بوضع الحدیث زیر لفظ محمد بن حُمَید۔ برھان الدین الحلبی المتوفی 1841ء ناشر احیاء التراث الاسلامی مطبع العانی بغداد)

اھلاً و سھلاً و مرحبا

جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ 2017ء

جمعۃ المبارک 28 جولائی تا اتوار 30 جولائی

بمقام حدیقۃ المہدی (اوک لینڈز فارم) گرین سٹریٹ، ایسٹ ورلڈھم، آلٹن، ہمپشائر GU34 3AU منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز

دفتر معلومات جلسہ سالانہ، اہم ٹیلیفون اور فیکس نمبرز

مسجد بیت الفتوح - 181 لندن روڈ - مورڈن - سرے ایس ایم 4 5 پی ٹی

Baitul Futuh, 181 London Road, Morden, Surrey SM4 5 PT

Tel: +44 (0) 2086877814, +44 (0) 2086877813

Fax: +44 (0) 2086877899, +44 (0) 2086877880

Email: ajs@ahmadiyya.org.uk

Web:www.jalsasalana.org.uk

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محموداحمدملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

کھاریاں کا تاریخی پس منظر اور چند غلامان احمدیت کا تذکرہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ کے 12 جنوری 2012ء میں شاملِ اشاعت مکرم لئیق احمد ناصر چوہدری صاحب کے ایک مضمون میں کھاریاں شہر کا تعارف اور وہاں کے چند معروف خدمتگزار احمدیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

ضلع گجرات اُن اضلاع میں شامل ہے جن کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے خاص طور پر ذکر فرمایا تھا کہ وہاں کے لوگوں نے بکثرت حق کو قبول کرنے کی سعادت پائی ہے۔ اس ضلع کے شہر کھاریاں کے بارہ میں تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ جب سکندراعظم یہاں سے گزرا تو اس وقت بھی کھاری نامی بستی یہاں آباد تھی۔ بعد میں بھی سلطان محمود غزنوی، بہلول لودھی، براہیم لودھی، شیرشاہ سوری، مغل بادشاہوں ظہیرالدین بابر، ہمایوں، جلال الدین اکبر، جہانگیر، اورنگ زیب عالمگیر، بلکہ نادرشاہ سے احمدشاہ ابدالی تک اورسکھا شاہی سے انگریزی راج تک اور پھر قائداعظم سمیت دنیا کی تاریخ بدلنے والے کئی نامور جرنیلوں کا گزر اس بستی سے ہوا۔ لیکن روحانی برکت اس بستی کو اُس وقت عطا ہوئی جب سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقدمہ کرم دین بھین کے سلسلہ میں جہلم کے سفر کے دوران یہاں سے گزرے۔ آپؑ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے لوگوں کا ایک جم غفیر کھاریاں ریلوے سٹیشن پر ایک دن پہلے سے جمع تھا۔ تب سوائے چند ایک کے کھاریاں کی ایک بہت بڑی تعداد نے احمدیت قبول کرلی۔ کئی لوگ گاڑی کے پیچھے پیچھے دیوانہ وار پیدل جہلم تک گئے۔ یہاں کے کئی احمدی احباب کچھ روز قبل ہی لنگر اور پہرے کے انتظام کی غرض سے جہلم جاچکے تھے۔

’’تاریخ احمدیت‘‘ میں اس بستی کے کئی افراد خاموش خدمتگزاروں کی طرح کھڑے نظر آتے ہیں۔ ذیل میں صرف ایسے منتخب احباب کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو کامیاب زندگی گزار کر اپنے ربّ کے حضور حاضر ہوچکے ہیں۔

صفِ اوّل میں حضرت حافظ مولوی فضل دین صاحبؓ (جو 313 صحابہ میں شامل تھے) نظر آتے ہیں۔ آپؓ احمدی ہونے سے قبل کھاریاں کی جامع مسجد کے خطیب تھے۔ مدرسہ دیوبند کے پڑھے ہوئے تھے۔ آپؓ کے ذریعہ سے ہی کھاریاں میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ آپؓ بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہیں۔

حضرت مولوی صاحبؓ کے پیچھے اَور بہت سے انتہائی سادہ مگر پُرنور چہرے بھی نظر آتے ہیں۔ جن میں مثلاً حضرت چوہدری غلام محمد صاحبؓ ڈوگہ، حضرت چوہدری حسن محمد صاحبؓ سیر، حضرت چوہدری غلام محمد صاحبؓ سیر، حضرت میاں نوردین صاحبؓ کاشمیری اور حضرت چوہدری کرم دین صاحبؓ کسانہ وغیرھم شامل ہیں۔

پھر ایک صف ان جاں نثاروں کی ہے جنہوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ اس صف میں وہ باریش سجیلا جوان کھڑا ہے، جس نے قادیان کی حفاظت کے لئے اپنی جان قربان کی، یعنی مکرم چوہدری نیاز علی صاحب۔ اور پھر سانحہ لاہور 2010ء میں 35 گولیوں کا نشانہ بن کر شہید ہونے والے مکرم فدا حسین صاحب اور مکرم میاں مبشر احمد صاحب کا تعلق بھی اسی سُندر بستی سے تھا۔

تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں بھی اس بستی کے کئی فرزند شامل ہیں مثلاً مکرم ماسٹر چوہدری محمد خاں صاحب (پیدائش 25 دسمبر 1900ء، وفات 1945ء۔ پیدائشی احمدی)۔ جب حضرت مسیح موعودؑ یہاں تشریف لائے تو اس وقت آپ کی عمر 4 سال تھی۔ آپ کے والد (حضرت چوہدری غلام محمد صاحبؓ ڈوگہ) نے آپ کو اٹھا کر زیارت کروائی، آپ کو خواب کی طرح کچھ کچھ یاد تھا۔ آپ کے نانا مکرم چوہدری بہاول بخش صاحب آف پنجن کسانہ ذیلدار تھے۔ (انگریز کے زمانہ میں ذیلدار تحصیلدار کے ماتحت ہوتا تھا جبکہ ہر ذیلدار کے نیچے چار پانچ سرپنچ یا سفید پوش ہوتے تھے اور ہر سرپنچ کے ماتحت چار پانچ نمبردار ہوا کرتے تھے۔ جبکہ نمبردار اپنے گاؤں کا حاکم ہوتا تھا)۔ Gazetter of the Gujrat District 1921 میں 1920ء کے ضلع گجرات کے بورڈ کے ممبرز میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔ اسی طرح ضلع کے ذیلداران میں بھی آپ کا نام شامل ہے۔

اسی گزٹ میں مکرم ماسٹر چوہدری محمد خاں صاحب کا نام بھی ضلع کے سرپنچوں میں شامل ہے۔ آپ کھاریاں کے پہلے شخص تھے جس نے نسبتاً اعلیٰ دنیاوی تعلیم حاصل کی۔ آپ ہیڈ ماسٹر تھے اور تین ہائی سکول آپ کے زیرنگرانی چل رہے تھے۔ (آجکل یہ پوسٹ ایجوکیشن آفیسر کہلاتی ہے۔) آپ نے اپنا سنٹر کھاریاں کو چھوڑ کر ایک قریبی گاؤں ’سہنہ‘ کو بنایا تاکہ وہاں کی نگرانی ہوسکے۔ اس طرح خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کی خدمت کی۔ آپ کو علم سے اور ہر کسی کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کا بے حد جذبہ تھا۔ چونکہ آپ کے والد حضرت چوہدری غلام محمد صاحب جلد وفات پاگئے تھے اس لئے جلد ہی آپ پر سارے خاندان کی ذمہ داری آگئی۔ زمینداری اور ملازمت کے علاوہ بھرپور جماعتی کام کرتے۔ لمبا عرصہ تک آپ نے بطور سیکرٹری مال وضیافت کام کیا۔ مجلس شوریٰ میں نمائندگی کا کئی بار موقع ملا۔ آپ کا گھر مرکز نماز ہونے کے علاوہ ہر قسم کی جماعتی، علمی، ادبی اور سیاسی سرگرمیوں کا مرکز بھی تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ جب نوجوانوں کو فوج میں بھرتی کرنے کے سلسلے میں کھاریاں تشریف لائے تو آپؓ بھی انہیں کے ہاں قیام فرما ہوئے۔

محترم ماسٹر محمد خان صاحب نہایت متقی، پرہیزگار، بارعب، بہت ملنسار اور ہردلعزیز شخصیت تھے۔ لوگ آج بھی آپ کو یاد کرتے ہیں۔ سہنہ کے لوگ آپ کو کہا کرتے تھے کہ اگر آپ احمدیت چھوڑ دیں تو ہم آپ کی بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ جواب دیتے کہ یہ احمدیت ہی کی تو برکت ہے ورنہ آپ کو یہ خیال بھی نہ آئے۔ آپ ہمیشہ سفید لباس پہنتے۔ آپ نے صرف 45 سال کی عمر میں وفات پائی۔

تحریک جدید کے مجاہدین میں مکرم حافظ چوہدری غلام محی الدین صاحب، مکرم چوہدری فضل الٰہی صاحب (سابق امیر)، مکرم چوہدری غلام مصطفی صاحب، مکرم چوہدری سعدالدین صاحب وغیرہم بھی شامل ہیں۔

کھاریاں کے وہ مبلغین جو حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر دعوت الی اللہ کے لئے بیرون ملک چلے گئے اُن میں مکرم حاجی احمد خاں ایاز صاحب نمایاں ہیں۔ آپ نے پولینڈ اور ہنگری میں خدمت کی توفیق پائی۔ کچھ عرصہ امیر جماعت کھاریاں بھی رہے۔ فرقان فورس کے بھی مجاہد تھے۔ آپ نے لاء کیا ہوا تھا اور کھاریاں کے پہلے وکیل بھی تھے۔ آپ کی کوششوں سے ہی کھاریاں میں عدالتیں قائم ہوئیں۔

درویشان قادیان کی صف میں کھاریاں کے مکرم چوہدری سکندر خاں صاحب موجود ہیں۔ آپ نے قادیان میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی اور اپنے حلقہ کے صدر بھی رہے۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔

حفّاظ قرآن کی صف میں دو فرشتہ صفت بزرگ نظر آتے ہیں یعنی حضرت حافظ مولوی فضل دین صاحب اور مکرم حافظ چوہدری غلام محی الدین صاحب۔ حضرت حافظ مولوی فضل دین صاحب مدرسہ قادیان کے دینیات کے پہلے استاد تھے۔ آپ ایک متبحر عالم اور عالم باعمل انسان تھے۔ اسی طرح مکرم حافظ چوہدری غلام محی الدین صاحب (پیدائش 1895ء، وفات 30؍اکتوبر 1976ء، مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) پیدائشی احمدی تھے۔ جب حضرت مسیح موعودؑ کھاریاں اسٹیشن سے گزرے تو آپ کے والد حضرت چوہدری حسن محمد صاحبؓ سیر نے آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر زیارت کروائی۔ آپ بیان کرتے تھے کہ مجھے وہ عجیب نظارہ کبھی نہیں بھولتا۔ اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ ایسا نورانی چہرہ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ایک خواب سا لگتا تھا۔ حضور مسلسل زیرلب کچھ درود اور دعائیں وغیرہ پڑھ رہے تھے۔ پھر ہم کئی لوگ ٹرین کے پیچھے پیچھے پیاسوں کی طرح بیتاب پیدل جہلم تک گئے۔

مکرم حافظ چوہدری غلام محی الدین صاحب کو قرآن کریم سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ ہر وقت حمائل شریف اپنے پاس رکھتے۔ کھیتوں میں بھی جب وقت ملتا تو وضو کرتے اور تلاوت شروع کر دیتے۔ آپ نے اپنے ذاتی شوق سے خود ہی قرآن کریم حفظ کیا۔ پنجابی ترجمہ بھی اسی روانی سے یاد تھا۔ قرآن کریم ناظرہ وترجمہ پڑھایا بھی کرتے تھے۔ لمبا عرصہ رمضان میں قادیان جاکر مختلف مساجد میں نماز تراویح بھی پڑھاتے رہے۔

کھاریاں میں احمدیوں کے خلاف فسادات کے دوران 10 جولائی 1974ء کو غنڈوں نے مکرم چودھری شریف احمد صاحب ابن مکرم ماسٹر چوہدری محمد خاں صاحب کے مکان پر حملہ کرکے سارا سامان لُوٹ لیا اور گھر کو آگ لگادی۔

مکرم چوہدری شریف احمد صاحب کے والد کی وفات اُس وقت ہوئی جب آپ ابھی نویں جماعت کے طالبعلم تھے۔ بڑا ہونے کی وجہ سے گھر کی تمام ذمہ داریاں آپ پر آگئیں۔ آپ نے خود زمینوں کو سنبھالا، اپنی تعلیم مکمل کی اور چھوٹے بھائیوں کو پڑھایا۔ تعلیم الاسلام کالج لاہور میں بھی زیرتعلیم رہے۔ اسی لئے آپ کا حضرت خلیفۃالمسیح الثالث اور حضرت خلیفۃالمسیح الرابع سے بہت گہرا پیار کا ذاتی تعلق تھا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے ملٹری انجینئرنگ سروس کو Join کیا اور سب ڈویژنل آفیسر کے عہدے پر فائز رہے۔ نہایت باوقار، قابل، خوش خط اور خوش لباس تھے۔ جماعتی کاموں میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہے۔ امورعامہ، وصایا اور صدسالہ جوبلی فنڈ کے سیکرٹری بھی رہے۔ کھاریاں کی موجودہ مسجد ’’بیت الحمد‘‘ آپ ہی نے تعمیر کروائی اور پھر دو مرتبہ توسیع بھی کروائی۔ اسی طرح موجودہ احمدیہ قبرستان، جنازہ گاہ اور اس سے ملحقہ کوارٹرز بھی آپ ہی نے تعمیر کروائے۔ بہت لمبا عرصہ تک مجلس شوریٰ میں کھاریاں کی نمائندگی کی توفیق پاتے رہے۔ کئی دیگر خوبیوں کے علاوہ ایک بہت ہی نمایاں خوبی یہ تھی کہ آپ بہت ہی اعلیٰ پایہ کے مشیر تھے۔ مکرم امیر صاحب ہر معاملہ میں آپ سے ضرور مشورہ کرتے۔ ہر طرح کے لوگ آپ سے مختلف النوع مشورے لیتے۔ چنانچہ حلقہ احباب بہت ہی وسیع تھا۔ جس میں ہر عمر، ہر طبقہ اور ہر مذہب کے لوگ تھے۔ بہت ہی غریب پرور اور اسم بامسمیٰ تھے۔ طبیعت میں بلا کی نفاست اور نظم تھا۔ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتے کہ جن کے متعلق اکثر ایک عام آدمی سوچتا بھی نہیں۔

1974ء کے فسادات میں مکرم ماسٹر چوہدری محمد خاں صاحب کے چھوٹے بھائی مکرم کرنل چودھری اکبر علی صاحب پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ مکرم کرنل صاحب کچھ عرصہ امیر جماعت کھاریاں بھی رہے۔ ویسے بھی معروف شخصیات میں سے تھے اور بڑی خوبصورت شخصیت کے مالک تھے۔ خلافت کا بیحد ادب کرتے۔

مکرم چوہدری رشیدالدین صاحب بھی لمبا عرصہ امیر

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 11 جنوری 2012ء میں ’’اکیسویں صدی کا المیہ‘‘ کے عنوان سے مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک طویل نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

جی رہے جس میں ہم، یہ اِک انوکھا دَور ہے
نفسی نفسی کا گلی کوچوں میں بے حد شور ہے
جلدبازی ہر طرف، صبر و سکوں ناپید ہے
نفس کے زندان میں، آزاد انساں قید ہے
پُرتکلّف ہیں مکاں، گھر ہیں مگر ٹوٹے ہوئے
شوہر و بیوی ہوں یا بھائی بہن روٹھے ہوئے
دُور دیسوں میں بسے غیروں سے گہرے رابطے
اپنے ہی ماں باپ سے لیکن ہیں کتنے فاصلے
لڑکیوں میں نازنخرے ہیں لبھانے کے لئے
حوصلے لیکن نہیں شادی نبھانے کے لئے
کیا ضرورت، کیا ہے آسائش، نہیں کچھ بھی پتہ
شکر کا کلمہ نہیں ہر وقت ہونٹوں پر گِلہ
علم تو ہے واجبی سا ڈگریاں بے شک بہت
فہم و دانش کم ہے، پر بیکار کی بک بک بہت
عالمِ بالا کے کُرّوں پر ہے انساں کی نظر
اپنے رشتہ دار و ہمسایوں سے لیکن بے خبر
آج مقداریں بڑھیں اور ہو گئے معیار کم
صاحبِ گفتار ڈھیروں، صاحبِ کردار کم
یہ نہ مٹّی کے نہ پتھر کے بتوں کا دور ہے
اپنے اپنے نفس کی پوجا پہ سارا زور ہے
کھیلتے ہیں آگ سے بارود پر بیٹھے ہیں ہم
واہ شانِ بے نیازی فکر ہے لیکن نہ غم

جماعت کھاریاں اورامیر ضلع گجرات بھی رہے۔ بہت اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ کام سے تھکتے نہیں تھے اور نہ ہی کسی کام میں عار محسوس کرتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے مسجد کی باہر کی نالیوں تک کی صفائی کرتے۔ آپ کا دروازہ ہر وقت ہر کسی کے لئے کھلا رہتا تھا۔ مہمان نواز اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ مگر دنیا کے داؤ پیچ بھی جانتے تھے اور کچہری تھانوں کے معاملات احسن طریق پر نبٹاتے تھے۔ خالصتاً پنچائت کے آدمی تھے۔ 1989ء کے فسادات کے بعد آپ نے اپنے آرام کی پروا کئے بغیر چک سکندر والوں کی بہت مدد کی۔

مکرم محمد یعقوب امجد صاحب آف کھاریاں کو جامعہ احمدیہ میں اردو اور فارسی کے استاد کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ نیز آپ کو قرآن کریم اور متعدد دینی کتب کا پنجابی ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ ایک بہترین استاد، بلند پایہ نثر نگار اور عمدہ شاعر تھے۔ آپ کے مضامین مختلف ناموں سے اخبارات و رسائل کی زینت بنتے رہتے تھے۔ آپ کا ایک معروف قلمی نام 'طوسی یزدانی' بھی تھا۔ آپ نے کئی مضامین میں ماسٹر اور فاضل کی ڈگری حاصل کی ہوئی تھی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف سے آپ کو قرآن کریم کے پنجابی ترجمہ کرنے کا ارشاد ہوا تو اُس وقت آپ پی ایچ ڈی کر رہے تھے۔ آپ نے تعلیم کو وہیں چھوڑا اور حضورؒ کے ارشاد کی تعمیل میں فوراً ترجمہ کا کام شروع کر دیا۔ آپ کو جنون کی حد تک پڑھانے کا شوق تھا اور اس کے لئے پوری تیاری اور محنت کرتے۔ طلباء کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتے۔ لیکن کلاس میں جس قدر سخت تھے، باہر اسی قدر شفیق تھے۔

...❁...❁...❁...

اِقَامَۃُ الصَّلوٰۃِ

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے مجلّہ ''انصارالدین'' ستمبر و اکتوبر 2012ء میں خاکسار محمود احمد ملک کے قلم سے مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کے رقم کردہ ایک مختصر کتابچہ ''اِقَامَۃُ الصَّلوٰۃِ'' پر تبصرہ شامل اشاعت ہے۔

A5 سائز کے 54 صفحات پر مشتمل یہ مختصر کتابچہ دراصل جلسہ سالانہ برطانیہ 2007ء کے موقعہ پر کی جانے والی تقریر ہے جس میں بعدازاں حضرت اقدسؑ اور خلفاء کرام کے چند قیمتی ارشادات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ عمدہ ترتیب اور عام فہم انداز میں پیش کئے جانے والے منتخب ارشادات بہت مؤثر ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین عمل یہی نماز تھا اور مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک ہر قسم کی ترقیات کا زینہ بھی دعا اور نماز ہی ہے۔ خلفاء کرام کے مطابق نماز سے زیادہ اہمیت کسی دوسرے عمل کو نہیں دی جاسکتی۔ پس نماز کی اہمیت اور دعا کی طاقت کا ادراک جس قدر ایک احمدی کو ہے، دنیا کا کوئی اَور گروہ یا فرقہ اس کا آج اندازہ بھی نہیں کرسکتا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں ہر سطح پر اس موضوع پر بہت کچھ لکھا اور شائع کیا جاچکا ہے۔ امر واقعہ یہی ہے کہ ان بیش قیمت ارشادات کو بار بار پڑھنا اور دوسروں کے سامنے دہراتے چلے جانا ازحد ضروری ہے تا کہ نماز کی اہمیت ہر احمدی کے دل میں رَچ بَس جائے اور نماز ہماری زندگیوں کا جزو بن جائے۔

☆ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

''وہ لوگ جو اپنی نماز پر دوام اختیار کرنے والے ہیں وہ لوگ ہی محبوبِ خدا ہیں''۔ (المعارج:24)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے جان بوجھ کر نماز ادا نہ کی اس نے کفر کا ارتکاب کیا''۔ (حدیث از کنزالعمال کتاب الصلوٰۃ)

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

= ''نماز کیا چیز ہے؟ وہ دعا ہے جو تسبیح، تحمید، تقدیس، استغفار اور درود کے ساتھ تضرّع سے مانگی جاتی ہے''۔ (کشتی نوح)

= ''جس نماز میں تضرّع نہیں، خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں، وہ نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی نماز ہے۔ نماز وہ ہے جس میں دعا کا مزا آجاوے۔ خدا تعالیٰ کے حضور میں ایسی توجہ سے کھڑے ہوجاؤ کہ رقّت طاری ہوجائے جیسے کہ کوئی شخص کسی خوفناک مقدمہ میں گرفتار ہوتا ہے اور اس کے واسطے قید یا پھانسی کا فتویٰ لگنے والا ہوتا ہے۔ اس کی حالت حاکم کے سامنے کیا ہوتی ہے؟ ایسے ہی خوفزدہ دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا چاہئے۔ جس نماز میں دل کہیں ہے اور خیال کسی طرف ہے اور منہ سے کچھ نکلتا ہے، وہ ایک لعنت ہے جو آدمی کے منہ پر واپس ماری جاتی ہے اور قبول نہیں ہوتی۔ ... نماز وہی اصلی ہے جس میں مزا آجاوے اور یہی وہ نماز ہے جس کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے، نماز مومن کے واسطے ترقی کا ذریعہ ہے''۔ (ملفوظات)

= ''جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا، وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے''۔ (کشتی نوح)

= ''نماز خدا کا حق ہے، اسے خوب ادا کرو... اگر سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو''۔ (ملفوظات جلد سوم)

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا ارشاد ہے:

''کان کھول کر سنو! جو نماز کا مضیع ہے اس کا کوئی کام دنیا میں ٹھیک نہیں''۔ (خطبات نور)

☆ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

= ''نماز خدا تعالیٰ کی زیارت کا قائمقام ہے اور جو شخص اپنے محبوب کی زیارت سے گریز کرتا ہے وہ اپنے عشق کے دعویٰ کے خلاف خود ہی ڈگری دے دیتا ہے''۔ (تفسیر کبیر جلد اوّل)

= ''گو شریعت کا حکم ہے کہ نماز کو اس کی مقررہ شرائط کے ماتحت ادا کیا جائے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ جب مجبوری ہو اور شرائط پوری نہ ہوتی ہوں تو نماز کو ترک ہی کردے۔ نماز بہرحال شرائط سے مقدّم ہے''۔ (ایضاً)

= ''قرآن کریم نے جہاں بھی نماز کا حکم دیا ہے نماز باجماعت کا حکم دیا ہے... پس جو کوئی شخص بیماری یا شہر سے باہر ہونے یا نسیان یا دوسرے مسلمان کے موجود نہ ہونے کے عذر کے سوا نماز باجماعت کو ترک کرتا ہے، خواہ وہ گھر پر نماز پڑھ بھی لے تو اس کی نماز نہ ہوگی اور وہ نماز کا تارک سمجھا جائے گا''۔ (ایضاً)

☆ نماز باجماعت کے لئے آنحضور ﷺ کا نمونہ یہ تھا کہ آخری بیماری میں شدید بخار میں مبتلا تھے اور غشی طاری تھی۔ گھبراہٹ کے عالم میں دریافت فرمایا کہ کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ بتایا گیا کہ مسجد میں صحابہ آپؐ کے منتظر ہیں۔ بخار کی شدّت کم کرنے کے لئے جسم پر پانی ڈلوایا۔ مسجد جانے کے لئے اٹھے تو پھر غشی طاری ہوگئی۔ ہوش آنے پر پھر نماز کا پوچھا۔ بتایا گیا کہ صحابہ انتظار میں بیٹھے ہیں۔ پھر جسم پر پانی ڈلوایا۔ بخار ذرا کم ہوا لیکن پھر غشی طاری ہوگئی۔ جب ذرا افاقہ ہوا تو دو صحابہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اس حال میں مسجد کے لئے روانہ ہوئے کہ پاؤں زمین پر گھسٹتے جارہے تھے۔ آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور اِقَامَۃُ الصَّلوٰۃِ کا عدیم المثال نمونہ قائم فرمایا۔

☆ حضرت مسیح موعودؑ ایک بار سر کی سخت تکلیف کی وجہ سے تین روز کے لئے مسجد آکر نماز نہ پڑھ سکے۔ چوتھے روز ذرا افاقہ ہوا تو فجر کی نماز پر تشریف لے آئے اور بمشکل بیٹھ کر نماز باجماعت ادا کی۔ بیماری کی یہ حالت تھی کہ آپؑ پسینہ میں غرق تھے اور ضعف اس قدر تھا کہ نماز کے بعد مزید بیٹھ بھی نہ سکے اور وہیں مسجد میں لیٹ گئے۔

☆ غور کیجئے کہ غلامؑ اپنے آقاؐ کے نقش قدم کی کس طرح پیروی کرتا ہے۔ پھر پوری دیانتداری کے ساتھ اپنے نفسوں کا محاسبہ کیجئے کہ ان مغفور اور معصوم ہستیوں کے قیامِ نماز کی اگر یہ کیفیت تھی تو ہم گناہگاروں کو اس میدان میں کتنا مستعد اور فعّال ہونے کی ضرورت ہے؟

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

''کام کی خاطر نماز کو نہ چھوڑو بلکہ نماز کی خاطر کام چھوڑو ورنہ یہ بھی ایک قسم کا مخفی شرک ہے''۔

نیز فرمایا: ''بچوں کو پانچ وقت نمازوں کی عادت ڈالیں کیونکہ جس دین میں عبادت نہیں وہ دین نہیں... اور اس کے لئے سب سے بڑا والدین کا اپنا نمونہ ہے''۔

...❁...❁...❁...

مکرم مشتاق احمد بٹ صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کے جنوری 2012ء میں شائع ہونے والے اپنے مضمون میں مکرم ڈاکٹر عبدالباری ملک صاحب نے مکرم مشتاق احمد بٹ صاحب کا ذکرخیر کیا ہے جو 8 ستمبر 2011ء کو بریڈفورڈ میں وفات پاگئے۔

مکرم مشتاق احمد بٹ صاحب انتہائی مہربان اور شفیق شخصیت کے مالک تھے۔ باقاعدگی سے نماز تہجد اور پانچوں نمازوں کو وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرتے۔ انتہائی صابر، متقی، پرہیزگار، قرآن پاک سے عشق رکھنے والے، نظام جماعت کی کامل اطاعت اور خلیفۂ وقت سے عقیدت اور وفا کا تعلق رکھنے والی شخصیت تھے۔ انگلستان آنے سے پہلے آپ پاکستان میں فوج میں ملازم تھے۔ ساٹھ کی دہائی میں بریڈفورڈ آکر آباد ہوئے اور یہاں کے ابتدائی احمدیوں میں شامل تھے۔ انگلستان آنے کے بعد مقامی ٹیکسٹائل مل میں بڑی محنت سے کام کیا۔ اپنے ساتھیوں اور انگریز افسروں میں اپنی محنت اور حسن اخلاق کی وجہ سے بڑے مقبول تھے۔ آپ نے مخالفت کے باوجود کبھی اپنی احمدیت کی شناخت کو نہیں چھپایا۔

جوانی سے ہی آپ نمازوں کے پابند تھے۔ قرآن پاک سے عشق کا یہ عالم تھا کہ خاصا حصہ زبانی حفظ تھا۔ احمدیہ مسجد بریڈفورڈ میں لمبا عرصہ امامت کرنے اور تراویح پڑھانے کا اعزاز بھی حاصل رہا۔ تلاوت قرآن بہت خوش الحانی سے کرتے تھے۔ ترنّم سے نظمیں بھی پڑھتے تھے۔ ایک موقع پر ایک انگریز مہمان نے اِن کی زبان سے حضرت مسیح موعودؑ کا پُرسوز منظوم کلام سُنا تو اُن کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ بار بار کہتے تھے کہ مجھے زبان کی سمجھ تو نہیں آئی لیکن اتنی خوبصورت آواز سے مَیں بہت لطف اندوز ہوا ہوں۔

مکرم بٹ صاحب 1979ء میں صدر جماعت بریڈفورڈ مقرر ہوئے۔ آپ کے دَور میں مسجد بیت الحمد کے لئے زمین کی خرید کا کام شروع ہوا اور آپ کے دَور میں ہی بریڈفورڈ میں پہلے مربی سلسلہ مکرم عبدالحفیظ کھوکھر صاحب تعینات ہوئے۔ بحیثیت صدر جماعت آپ نے بڑی محنت سے کام کیا اور ساری جماعت کا بہت خیال رکھا۔ بحیثیت زعیم انصاراللہ، صدر اصلاحی کمیٹی اور کئی شعبوں کے سیکرٹری کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ بڑھاپے اور خراب صحت کے باوجود مسجد کے کچن میں صفائی کرتے اور برتن بھی دھودیتے۔

مکرم بٹ صاحب کی طبیعت میں لطیف مزاح تھا۔ اس وجہ سے بڑوں اور بچوں میں یکساں مقبول تھے۔ ہر محفل کی جان ہوتے۔ دینی علم پر بھی خاصا عبور تھا۔ ہر موضوع پر قرآن وحدیث کے حوالے یاد تھے۔ ہر وقت ہر موضوع پر بات کرسکتے تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ ہر ایسی مجلس میں آپ کے مہمان ضرور مدعو ہوتے۔

دینی غیرت بھی بلا کی تھی۔ جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے ایک دوست سے آپ کے دیرینہ خاندانی تعلقات تھے۔ اُس نے ایک دفعہ اخبار میں جماعت کے خلاف مضمون تحریر کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں گستاخی کی۔ اس پر مکرم مشتاق احمد بٹ صاحب نے فون کرکے اُس کو کہا کہ آج سے تمہارے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کے بعد کئی سال تک آپ نے اس سے مکمل قطع تعلق کئے رکھا۔ آخر اُس شخص کی بیوی کی معذرت پر آپ نے اس سے تعلقات بحال کئے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔ آپ نے بڑی محنت کرکے سب کو اعلیٰ تعلیم دلوائی اور جماعت سے ہمیشہ مضبوط تعلق قائم رکھا۔ آپ کے سب سے بڑے بیٹے مکرم سلیم احمد صاحب لیسٹر میں جج کے عہدہ پر فائز ہیں۔ وہ احمدیہ لائرز سوسائٹی کے کئی سال تک صدر رہے اور کئی سال تک لیسٹر جماعت کے صدر بھی رہے۔

مکرم مشتاق احمد بٹ صاحب نے ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے گھر کے قریب ہی مقامی کونسل سے ایک قطعہ زمین لے کر مشغلے کے طور پر باقاعدہ کھیتی باڑی شروع کردی تھی۔ سبزیوں کا سیزن ہوتا تو نماز جمعہ کے موقع پر اپنی کار بھر کر لاتے اور دوستوں کو تحفۃً دیتے۔

آپ کو شاعری کا بھی شوق تھا اور بڑے خوبصورت شعر کہتے۔ آپ کا شعری مجموعہ ''پھول کھلے ہیں گلشن گلشن'' ہے جو محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب نے قادیان سے شائع کروایا ہے۔ ان کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کبھی جو ملتے ہو ایسی خوشی سی ملتی ہے
کہ رُوح جھومتی ہے زندگی سی ملتی ہے
رہِ حیات کے اسرار کھلنے لگتے ہیں
نگاہ ملتے ہی اِک روشنی سی ملتی ہے

....

مجھ کو نشاط سے کیا غرض، رسم وفا عزیز ہے
میرا رفیق شب ہوا ، اک دیا بجھا ہوا
آپ کے مجاہدہ سے مجھ میں روشنی رہی
ورنہ میری بساط کیا ، اک دیا بجھا ہوا

...❁...❁...❁...

جماعت احمدیہ کینیڈا کے ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' نومبر و دسمبر 2011ء میں مکرم بشارت احمد بشارت صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

پہلے مَیں انسان ہوں، مجھ کو پیار کی جانب جانا ہے
ہندو، بدھ، عیسائی، مسلم، سب کو ساتھ ملانا ہے

ایسا دَور ہے، اپنوں کا اپنوں سے ناطہ ٹوٹ گیا
رشتہ تھا جس ایک خدا سے اُس کا دامن چھوٹ گیا
آج کے باغی انساں کو مالک کی طرف بلانا ہے

میرے رہبر بننے والو گھیرا اور نہ تنگ کرو
ڈوب گیا ہے خون میں انساں لِلّٰہ اب نہ جنگ کرو
بم کے بدلے گل برساؤ گھر کو اگر بچانا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

July 07, 2017 – July 13, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday July 07, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Malfoozat
00:45	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 57.
01:15	Peace Symposium: Recorded on March 19, 2016.
02:25	Spanish Service
02:55	Tarjamatul Qur'an Class
04:00	Pushto Muzakarah
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 153.
06:00	Tilawat: Surah Yoonus, verses 18-44. Part 11.
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 58.
07:00	Huzoor's Reception In Denmark: Recorded on May 9, 2016.
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on July 1, 2017.
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
11:30	Live Transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Transmission From Baitul Futuh
13:30	Tilawat [R]
13:45	Seerat-un-Nabi: Life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
14:30	Shotter Shondhane
15:35	Science Kay Naey Ufaq
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:00	World News
20:20	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday July 08, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an
01:00	Huzoor's Reception In Denmark
02:10	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
03:00	Friday Sermon
04:10	Seerat-un-Nabi
05:00	Liqa Ma'al Arab: Session no. 154.
06:00	Tilawat: Surah Yoonus, verses 45-76. Part 11.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 40.
07:00	Jalsa Salana UK Concluding Session Address: Recorded on August 23, 2015.
08:15	International Jama'at News
08:45	Question And Answer Session With Urdu Speaking Guests: Recorded on May 27, 1993.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on July 7, 2017.
12:10	Tilawat [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Safar-e-Hajj: the Holy Prophet (saw) and his journey to Makkah for Hajj.
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:05	World News
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:30	Story Time [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday July 09, 2017

00:05	World News
00:20	Tilawat
00:35	In His Own Words
01:10	Al-Tarteel
01:40	Jalsa Salana UK Concluding Session Address
02:25	Story Time
02:55	Friday Sermon
04:05	Safar-e-Hajj
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 155.
06:00	Tilawat: Verses 77-110 of Surah Yoonus and verses 1-6 of Surah Hood.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 58.
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on December 1, 2013.
08:05	Faith Matters: Programme no. 155.
09:05	Question and Answer Session: Part 2, recorded on May 31, 1998.
09:50	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon: Recorded on June 30, 2017.
12:05	Tilawat [R]
12:20	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on July 7, 2017.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on May 29, 2014.
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
16:15	Hijrat
16:50	Kids Time: Programme no 46.
17:20	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:30	Beacon Of Truth: Rec. November 6, 2016.
20:30	Roots To Branches: Programme no. 2.
21:00	Seerat Sahaba Rasool
21:50	Friday Sermon [R]
23:00	Question and Answer Session [R]

Monday July 10, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
00:50	Yassarnal Qur'an
01:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:30	Roots To Branches
03:00	Friday Sermon
04:15	In His Own Words
05:00	Liqa Maal Arab: Session no. 156.
06:00	Seerat-un-Nabi: The life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
06:30	Tilawat: Surah Hood, verses 7-41, Part 12.
06:45	Dars-e-Hadith
07:00	Al-Tarteel: Lesson no. 40.
07:30	Reception At Mahmood Mosque: Recorded on May 14, 2016.
08:30	International Jama'at News
08:45	Hamari Taleem: Based on the book 'Kishte-e-Nuh', written by the Promised Messiah (as).
09:05	French Mulaqat: French speaking friends with Khalifatul-Masih IV (ra) in French and English. Recorded on August 8, 1997.
10:10	Friday Sermon: Recorded on February 3, 2017.
11:05	Jalsa Salana Speeches
11:20	Seerat-un-Nabi [R]
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 12, 2011.
14:00	Bangla Shomprochar
15:10	Jalsa Salana Speeches [R]
15:30	Seerat-un-Nabi [R]
16:00	Rah-e-Huda: Recorded on July 8, 2017.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Reception At Mahmood Mosque [R]
19:30	Somali Service
20:05	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: the life and character of the Promised Messiah (as).
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:05	Friday Sermon [R]
23:00	Jalsa Salana Speeches [R]
23:10	Seerat-un-Nabi [R]
23:35	The Beautiful Valley Of Naa'ran

Tuesday July 11, 2017

00:00	World News
00:25	Tilawat
00:40	Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:20	Reception At Mahmood Mosque
02:15	Kids Time
02:55	Friday Sermon
03:55	Hamari Taleem
04:25	In His Own Words
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 157.
06:00	Tilawat: Surah Hood, verses 42-84.
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 59.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class: Recorded on December 1, 2013.
08:15	Philosophy Of Teaching of Islam: Book of the Promised Messiah (as).
08:50	Islami Mahino Ka Ta'aruf
09:10	Question And Answer Session with English speaking guests: Recorded on May 31, 1998.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on July 7, 2017.
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 155.
14:00	Bangla Shomprochar
15:15	Spanish Service
15:55	Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]
16:15	Noor-e-Mustafwi (saw): the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
16:30	In His Own Words
17:10	Philosophy Of Teaching of Islam [R]
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class [R]
19:20	In His Own Words [R]
20:00	Friday Sermon [R]
21:05	InfoMate
21:40	Noor-e-Mustafwi (saw) [R]
22:00	Faith Matters [R]
23:00	Question And Answer Session with English speaking guests [R]

Wednesday July 12, 2017

00:00	World News
00:25	Tilawat
00:40	Dars-e-Malfoozat
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class
02:25	Story Time
02:45	In His Own Words
03:30	InfoMate
04:00	Islami Mahino Ka Ta'aruf
04:30	Philosophy Of Teaching of Islam
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 158.
06:00	Tilawat: Part 12.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 40.
07:00	Convocation Jamia Ahmadiyya Germany: Recorded on October 17, 2015.
08:15	In His Own Words
09:00	Question And Answer Session with Urdu speaking guests: Recorded on May 27, 1993.
10:05	Indonesian Service
11:10	Friday Sermon: Recorded on July 7, 2017.
12:15	Tilawat [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 3, 2011.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-o-Fiqahi Masail: Discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
15:35	Kids Time: Programme no. 20.
16:10	History Of Langar Khana
16:30	Faith Matters: Programme no. 154.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:30	Convocation Jamia Ahmadiyya Germany [R]
19:45	Horizons d'Islam: A French programme on issues related to Islam and Ahmadiyyat.
20:15	History Of Langar Khana [R]
20:30	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00	Kids Time [R]
21:35	Chef's Corner
22:00	Friday Sermon: Recorded on June 3, 2011.
23:05	Intikhab-e-Sukhan: Recorded on July 8, 2017.

Thursday July 13, 2017

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:45	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Al-Tarteel
01:30	Convocation Jamia Ahmadiyya Germany
02:45	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
03:20	Manasik-e-Hajj
04:00	Faith Matters
05:00	Liqa Ma'al Arab: Session no. 159.
06:05	Tilawat
06:20	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 59.
07:05	Stockholm Reception: Rec. May 17, 2016.
08:00	In His Own Words
08:35	Chef's Corner
09:00	Tarjamatul Qur'an Class
10:05	Indonesian Service
11:10	Japanese Service
11:30	Lajna Magazine
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Beacon Of Truth: Recorded on October 23, 2016.
14:00	Friday Sermon: Recorded on July 7, 2017.
15:05	Khilafat Qudrat-e-Sani: the successors of the Promised Messiah (as).
15:35	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal: the blessings of Khilafat year by year from 1908-2008.
16:00	Persian Service
16:30	Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:30	Stockholm Reception [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 154.
20:30	Khilafat Qudrat-e-Sani [R]
21:00	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal [R]
21:30	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:30	Roots To Branches
23:00	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 24 | Friday 07 July 2017 | Issue No. 27

جماعت احمدیہ لائبیریا کے جلسہ سالانہ 2017ء کا بابرکت انعقاد

حضور انور ایدہ اللہ کا جلسہ سالانہ کے حوالہ سے خصوصی پیغام۔ افراد جماعت کو جلسہ سالانہ کے مقاصد کو پیش نظر رکھنے، نمازوں اور نوافل کی ادائیگی اور اپنی روحانیت میں اضافہ کے لئے کوشش کی تلقین۔ اپنے ملک کے اچھے شہری بننے اور احمدیت کی پُرامن تعلیمات کو لائبیریا میں پھیلانے کی نصیحت۔

مختلف موضوعات پر علماء سلسلہ کی تقاریر۔ تصویری نمائش کا اہتمام۔

(از: عبادہ اسلم قریشی۔ مبلغ سلسلہ لائبیریا)

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت ہائے احمدیہ لائبیریا کو اپنا پندرھواں جلسہ سالانہ 17,18,19 مارچ 2017ء کو نصرت جہاں احمدیہ سکول احمد آباد (Po-River) میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ احمد آباد منرو ویا سے 12 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع 12 ایکڑ پر مشتمل وسیع اراضی ہے۔

جلسہ سالانہ کی باقاعدہ تیاری کا آغاز جلسہ سے تین ہفتہ قبل ہی ہو گیا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک ٹیم مکرم مولانا محمد زکریا صاحب مبلغ سلسلہ کی نگرانی میں مسلسل جلسہ کی تیاری کا کام کرتی رہی۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً کئی اجتماعی وقارِ عمل بھی کئے گئے جس میں منرو ویا اور اس کے گردو نواح سے کثرت کے ساتھ انصار خدام اور اطفال نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جلسہ سالانہ کے مہمان جلسہ سے ایک روز قبل ہی احمد آباد پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ امسال پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ کا تین روز کے لئے انعقاد کیا گیا تھا۔

پہلا دن

جلسہ سالانہ کے پہلے دن کا آغاز حضورِ انور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے براہِ راست خطبہ جمعہ کے ساتھ ہوا۔ امسال پہلی مرتبہ مین جلسہ گاہ کے علاوہ باقی تمام جلسہ میں بھی .M.T.A سنوانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کے بعد امیر و مشنری انچارج لائبیریا مکرم مولانا نوید احمد عادل صاحب نے مقامی طور پر جمعہ پڑھایا اور نمازِ جمعہ کے ساتھ عصر بھی جمع کر کے ادا کی گئی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد دوپہر کے کھانے کا وقفہ ہوا۔

جلسہ سالانہ کا باقاعدہ افتتاح تقریب پرچم کشائی کے ساتھ ہوا۔ اس موقع پر مکرم امیر صاحب لائبیریا نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ لائبیریا کا جھنڈا نائب امیر اول مکرم محمد جے اینن (Muhammad J. Annan) صاحب نے لہرایا۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔

افتتاحی سیشن

جلسہ سالانہ کے افتتاحی سیشن کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ ہوا جو عزیزم حافظ ابراہیم کیزلو (Kaizolu) نے کی۔ اس کے بعد مکرم محمد آصف باجوہ صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کا پاکیزہ منظوم کلام پیش کیا۔ جس کا انگریزی ترجمہ مکرم عبدالرحمن ماسا کوئی (Massaquoi) صاحب نے پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب لائبیریا نے حضورِ انور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز کا جلسہ سالانہ کے شاملین کے لئے موصول ہونے والا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد جلسہ میں مدعو چند مہمانوں نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔ اس موقع پر چند نو احمدیوں نے بھی اپنے ایمان افروز تأثرات پیش کئے جس نے جلسہ کے حاضرین میں ایک نیا جوش پیدا کر دیا۔ دعا کے ساتھ اس افتتاحی سیشن کا اختتام ہوا۔

نمازوں اور کھانے کے وقفہ بعد پہلے دن کے دوسرے سیشن کا آغاز مکرم بلال ابراہیم صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ لائبیریا کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے انگریزی ترجمہ کے بعد حضورِ انور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز کے حالیہ دوروں پر مشتمل ڈاکومنٹریز دکھائی گئیں جسے حاضرینِ جلسہ نے دو گھنٹہ سے زائد وقت تک انتہائی دلچسپی کے ساتھ ملاحظہ کیا۔

دوسرا دن

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا آغاز نمازِ تہجد کی باجماعت ادائیگی کے ساتھ ہوا جو کہ مکرم مولانا ناصر احمد کاہلوں صاحب مبلغ سلسلہ بومی (Bomi) کاؤنٹی نے پڑھائی۔ آپ نے نماز فجر کے بعد **مالی قربانی** کے حوالہ سے درس قرآن پیش کیا۔

اس کے بعد مجلس انصاراللہ نے انصار بھائیوں کے لئے ایک مختصر پروگرام کا آغاز کیا جو مکرم ڈاکٹر عبدالحلیم صاحب صدر مجلس انصاراللہ لائبیریا کی زیر صدارت ہوا۔ اس موقع پر مجلس انصاراللہ لائبیریا کے مختلف عہدیداروں نے جلسہ میں موجود انصار بھائیوں کو مختلف حوالہ سے نصائح کیں۔ آخر پر صدر صاحب مجلس نے دعا کروائی۔

ناشتہ کے وقفہ کے بعد شعبہ وقفِ نو کے حوالہ سے ایک مختصر سیمینار کا آغاز ہوا جس کی صدارت مکرم مولانا محمد زکریا صاحب نیشنل سیکرٹری وقفِ نو نے کی۔ اس موقع پر آپ نے تفصیل کے ساتھ تحریکِ وقفِ نو کا تعارف کروایا اور اس کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے احباب جماعت کو اپنی آئندہ ہونے والی اولاد کو دین کی خدمت کے لئے پیش کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اس موقع پر کئی احباب نے وقفِ اولاد کے لئے اپنے وعدہ جات پیش کئے۔

جلسہ کے دوسرے روز کے دوسرے سیشن کا آغاز مکرم ٹاپیما اے کوٹو (Tapehma A. Kortu) صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم کی زیر صدارت ہوا۔ آغاز میں عزیزم حافظ محمد سامبولا (Sambola) نے تلاوت قرآن کریم انگریزی ترجمہ کے ساتھ پیش کی۔ جس کے بعد اردو نظم عزیزم حافظ ابراہیم کیزلو (Kaizolu) نے انگریزی ترجمہ کے ساتھ پیش کی۔ اس سیشن کی پہلی تقریر مکرم منصور احمد ناصر صاحب نیشنل جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ لائبیریا نے **"شہدائے احمدیت"** کے موضوع پر پیش کی جس سے جلسہ کے حاضرین پر رقت کا سماں طاری ہو گیا۔ اس سیشن کی دوسری تقریر مکرم مولانا محمد زکریا صاحب مبلغ سلسلہ نمبا (Nimba) کاؤنٹی نے **"تحریکِ وقفِ نو کا تعارف اور اس کی اہمیت"** کے حوالہ سے پیش کی۔ سیشن کے آخر پر چند غانین احمدی دوستوں نے نہایت خوش الحانی سے چند ترانے پیش کئے۔

نمازوں اور کھانے کے وقفہ کے بعد اگلے سیشن کا آغاز مکرم فرانسس کے فیّاہ (Francis K. Faiyah) صاحب نائب امیر دوم کی زیر صدرات ہوا۔ اس موقع پر تلاوت قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ مکرم استاذ ابراہیم کمارا (Kamara) صاحب نے پیش کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام عزیزم عاشر احمد نے بعد ازاں انگریزی ترجمہ کے ساتھ پیش کیا۔ اس سیشن کی پہلی تقریر جو کہ **"آنحضرت ﷺ کا عورتوں سے حسن سلوک"** کے موضوع پر تھی مکرم استاذ وافری کیٹا (Vafree Keita) صاحب معلم سلسلہ گاولہ (Garwula) ڈسٹرکٹ کیپ ماؤنٹ (Cape Mount) کاؤنٹی نے پیش کی۔ اس سیشن کی دوسری تقریر خاکسار کو **"خلافتِ احمدیہ۔ عالمی امن کی ضمانت"** کے موضوع پر پیش کرنے کی سعادت ملی۔ بعد ازاں مونٹسراڈو (Montserrado) کاؤنٹی کے خدام نے چند ترانے پیش کئے۔ سیشن کے آخر پر چند نو احمدی احباب نے اپنے ایمان افروز تأثرات پیش کئے۔

نمازوں اور کھانے کے وقفہ کے بعد دوسرے دن کے آخری سیشن کا آغاز مکرم وانڈی اے کالوں (Vandi A. Kallon) صاحب نیشنل سیکرٹری امورِ خارجہ کی زیرِ صدارت تلاوتِ قرآن کریم اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ ہوا جسے عزیزم اشماعیل کیزلو (Ishmael Kaizolu) نے پیش کی۔ جس کے بعد سوال وجواب کا دلچسپ پروگرام شروع ہوا۔ اس موقع پر امیر و مشنری انچارج لائبیریا مکرم مولانا نوید احمد عادل صاحب نے حاضرین جلسہ کے سوالات کے جوابات دیئے۔ سوال و جواب کا یہ سلسلہ قریباً اڑھائی گھنٹہ تک جاری رہا۔

تیسرا دن

جلسہ کے تیسرے دن کا آغاز بھی نمازِ تہجد کی باجماعت ادائیگی کے ساتھ ہوا جسے پڑھانے کی سعادت خاکسار کو ملی۔ خاکسار نے نمازِ فجر کے بعد **باہمی محبت وبھائی چارہ** پر درس قرآن دیا۔ اس کے فوراً بعد مجلس خدام الاحمدیہ نے خدام اور اطفال کے لئے ایک مختصر سیمینار کا آغاز کیا جس کی صدارت مکرم سرفراز احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ لائبیریا نے کی۔ اس موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ کے مختلف عہدیداروں نے خدام اور اطفال کو نصائح کیں اور اس سلسلہ میں ان کے بعض سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

ناشتہ کے وقفہ کے بعد شعبہ وصیت کی جانب سے ایک پروگرام کا آغاز کیا گیا۔ جس کی صدارت مکرم منصور احمد ناصر صاحب پرنسپل شاہ تاج احمدیہ ہائی سکول منرو ویا نے کی۔ اس موقع پر آپ نے نہایت تفصیل کے ساتھ نظامِ وصیت کا تعارف کروایا اور اس میں شامل ہونے کی طرف تلقین کی اور اس حوالہ سے کئے جانے والے بعض سوالوں کے جوابات بھی دیئے۔

اختتامی سیشن

جلسہ سالانہ کے اختتامی سیشن کا آغاز صبح 10 بجکر 15 منٹ پر مکرم محمد جے اینن (Muhammad J. Annan) صاحب نائب امیر اوّل کی زیرِ صدارت ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآنِ پاک اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ ہوا جسے پیش کرنے کی سعادت عزیزم جورج عیسیٰ بانگز (George Issa Bangs) کو ملی۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام مکرم محمد شعیب خالد صاحب نے پیش کیا۔ اِس کا انگریزی ترجمہ مکرم عبدالرحمن ماسا کوئی (Massaqoui) صاحب نے پیش کیا۔ اس موقع پر مہمانِ خصوصی Senior Senator Grand Bassa County Mr. Jonathan L. Kaipay بھی تشریف لائے تھے۔ اس موقع پر انہوں نے جماعت احمدیہ کی عالمگیر اور خصوصاً لائبیریا میں Humanity First کے حوالہ سے فلاحی خدمات کو سراہا اور اس سلسلہ میں اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ اختتامی سیشن کی پہلی تقریر مکرم مولانا ناصر احمد کاہلوں صاحب مبلغ سلسلہ بومی (Bomi) کاؤنٹی نے **"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشقِ قرآن"** کے حوالہ سے کی۔ جس کے بعد مکرم عبدالرحمٰن ماسا کوئی

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں